تالیف

مبلغ اسلام حضرت مولانا نور محمد مظاہریؒ

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ

اعلیٰ حضرت کی

چند خطرناک غلطیاں

ترتیب

مولانا ابو عافیہ چشتی

تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی

اعلیٰ حضرت کی

چند خطرناک غلطیاں

تالیف

مبلغ اسلام حضرت مولانا نور محمد مظاہریؒ

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ

ترتیب

مولانا ابو عافیہ چشتی

تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی

سلسلۂ اشاعت : ۴
اشاعت : جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ / جون ۲۰۱۰ء
کتاب کا نام : اعلیٰ حضرت بریلوی کی چند خطرناک غلطیاں
کاوش مولانا نور محمد مظاہری / علامہ ڈاکٹر خالد محمود
ترتیب : مولانا ابو عافیہ چشتی
کمپوزنگ : حامد احمد شرنی
ناشر : تحفظ نظریات دیو بند اکادمی

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۃ الانور، علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن۔ کراچی
۲۔ مکتبۃ الجنید، سہراب گوٹھ۔ کراچی
۳۔ مکتبہ رشیدیہ، اردو بازار۔ کراچی
۴۔ حاجی امداد اللہ اکیڈمی، مارکیٹ ٹاور۔ حیدر آباد
۵۔ مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار۔ لاہور
۶۔ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار۔ راول پنڈی

فہرستِ مضامین

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی

احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اپنے نعتیہ کلام میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح وتعریف میں شاعرانہ بلند پرواز یاں دکھاتے دکھاتے ایک ایسا شعر کہہ دیا ہے کہ ہر صاحب ایمان کو توبہ توبہ کرتے کانوں پہ ہاتھ لگانا پڑتا ہے۔

گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل ٹوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں" یہ تو قدم ہے تیرا

(حدائق بخشش ج۱ ص۱۰)

اس دیوان کے تشریحی نوٹ میں حاشیہ نگار نے اس شعر کی تشریح میں لکھا ہے کہ شاعر کا مطلب یہ ہے کہ وہ کشف ساق معبود (اللہ تعالی) کی تجلی نہیں ہوگی بلکہ عبد (بندہ) کا جلوہ ہوگا الخ۔

وہ بندہ کون ہوگا؟ ظاہر ہے وہ بندہ شاعر کا ممدوح ہے، جو اس قصیدے میں مخاطب ہے اور وہ ہیں حضرت شیخ جیلانی۔ جب کہ قرآن مجید میں سورۂ قلم میں آتا ہے کہ

''قیامت کے دن جب پنڈلی کھولی جائے گی تو ایمان والے سجدے میں گر پڑیں گے اور منافق لوگ اس سے محروم رہیں گے''۔ (آیت:۴۲)

یہاں قرآن میں لفظ "کَشَفَ" آیا ہے، یعنی کشف ساق۔ علمائے تفسیر نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ پنڈلی کھولنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی تجلی خاص ہے، جسے احمد رضا خان بریلوی نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی پہ چسپاں کر دیا۔ (معاذ اللہ)

ہے کوئی بریلوی نطفہ جو احمد رضا کے اس کفریہ کلام پہ کفر کا فتویٰ لگائے؟

کلماتِ ناشر

یہ کلمات مسجد نبوی علیہ السلام میں گنبدِ خضریٰ کے سائے میں لکھے گئے۔

سیّد الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم تک جو دین پہنچا وہ اللہ رب العزت کا پسندیدہ دین ہے۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ. (آیت:۱۹)

''بے شک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم برداری۔''

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اس پسندیدہ دین کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیروں سے زیادہ اپنوں کی باتیں سن کر، پتھر کھا کر، جادوگر، مجنون اور پاگل (نعوذ باللہ)، قرآن مجید کے نزول کے وقت مشرکین و کفار کے طعنے اور پھبتیاں سن کر برابر اشاعت فرمائی اور حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے اوپر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے خطبے کے دوران سوال فرمایا:

''کیا میں نے اللہ کے احکام اور تمہیں پہنچا دیے؟''

صحابہ علیہم الرضوان نے بہ یک زبان عرض کیا:

''بے شک پہنچا دیے۔''

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اور مجمع اسلام کی طرف اسی انگلی کا اشارہ کر کے فرمایا: اشھد! تین مرتبہ آپ نے ان کی گواہی پر رب العالمین کو گواہ بنایا۔

اللہ رب العزت نے اسی موقع پر سورۂ مائدہ کی آیت نازل فرمائی اور قیامت

تک کے لیے پوری دنیا کو بتادیا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا. (آیت ۳)

''آج میں پورا کر چکا تمہارے لیے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔''

(ترجمہ: حضرت شیخ الہند)

اس پسندیدہ دین کی تکمیل کی خوش خبری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پوری اُمت مرحومہ کو مل گئی۔ دین مکمل ہوگیا۔ اس کے تین ماہ دو دن بعد حضور علیہ السلام نے اس دنیا سے پردہ فرمایا۔

اس کامل، مکمل اور اکمل دین میں کسی کی طرف سے کوئی چیز شامل کرنے اور نکالنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم، محدثین ومفسرین کرام اور فقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی آسان اور مکمل تشریح اپنے اپنے دائرے میں فرمائی۔ امت محمدیہ علیہ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے اہل علم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس میں اضافات کرنے والا مبتدع اور عقاید میں تبدیلی کرنے والا دین اسلام کا غدار ہے۔

لیکن متحدہ ہندوستان میں ایک شخص جس کو حکومت وقت انگریز عیسائی غاصب حکمرانوں کی پشت پناہی حاصل تھی، باقاعدہ حکومت برطانیہ کا تنخواہ دار نوکر تھے جماعت قادیانیہ کے عبادت خانوں میں جاکر سالانہ تقریر کیا کرتے تھے، یعنی جناب احمد رضا خان بریلوی جو سنت کو مٹانے اور بدعات وکفریہ فتوے کی اشاعت کی امین تھے، نے اس دین اسلام کو بدلنے میں بھرپور اور ناکام ونامراد کوشش کی۔ اپنے علاوہ تمام امت کو کفر کی بھٹی میں جھونکا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت کا منکر ہوکر قرآن کریم جھٹلایا۔ قرآن مجید کے ترجمے میں انتہائی حد تحریف کی، عقاید تبدیل کیے۔ غرض وہ کچھ کیا جس کو سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا، کرنا تو بہت ہی بعید ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل علم اور خصوصاً ہمارے اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کو جزائے

خیر عطا فرمائے جنھوں نے ہر باطل فرقے کا رد ہر دور میں اپنے صحیح وقت پر فرمایا۔ یہ دراصل تسلسل ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت تعلق کا اور صحابہ علیہم الرضوان سے نسبت عشق کا۔ ہمارے اکابر نے اپنے بعد میں آنے والی روحانی اولاد کی تربیت میں اسی نبوی اور اصحاب نبی کے طریق ومنہج کو پیش نظر رکھا۔

ہمارے بزرگوں نے ہر باطل فرقے کی رد کی طرح ''فرقہ باطلہ رضاخانیہ'' کا بھی رد کیا ہے۔

فی زماننا اس فتنے نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت مرحومہ کو پھر سے شدومد کے ساتھ گم راہ کرنے کا بیڑا دسویوں عنوان سے اٹھایا ہوا ہے۔ اس کے رد میں امت کی آگاہی اور فریضۂ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ادائیگی کے لیے چند درد منداصحاب دل نے ایک ادارہ ''تحفظ نظریات دیو بند اکادمی'' قایم کیا، جس سے اب تک قلیل عرصے میں محض تو کلاً علیٰ اللہ مندرجۂ ذیل کتابیں شایع کی گئی ہیں۔

١۔ رضاخانیوں کی کفرسازیاں:

اس میں مبلغ اسلام حضرت مولانا نور محمد مظاہری علیہ الرحمہ (تلمیذ استاذ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ) نے جناب احمد رضا خان بریلوی اور سگِ احمد رضا حشمت علی کی کتابوں سے وہ عبارتیں جمع کی ہیں جن میں اہل سنت والجماعت کے علما واکابر کو کافر کہا گیا ہے۔ نیز اپنے وقت کے سیاستدان اور شعرائے کرام کو کافر بتلایا گیا ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے ان کو بھی کئی کئی من کے کفر کے فتوے دیے گئے ہیں۔ ''تحفظ نظریات دیو بند اکادمی'' کی اس اشاعت میں چند مفید اضافات بھی کیے گئے ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہے کے اہل سنت علمائے دیو بند پر کفر کے فتوے ایک طرف اور ان کی خدمات کا نقشہ دوسری طرف دیا جائے، تا کہ امت مرحومہ کو معلوم ہو کہ انھیں کافر کہنے والوں کی خدمت صرف یہی ہے کہ آپ کو کافر کہا ہے۔ ورنہ تفسیر، حدیث، فقہ، اُصولِ دین اور دعوت دین میں ان کے اکابر واصاغر ''صفر'' کے بڑے بت اور چھوٹے پجاری سب محروم ہیں۔

۲۔ فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن اور فقہی مقام کی حقیقت:

یہ کتاب شیخ الحدیث حضرت مولانا السید حامد میاں قدس سرہٗ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ) کے دو مقالوں اور ایک مختصر تحریر کا مجموعہ ہے، جو نئی ترتیب و تدوین کے ساتھ منظر عام پر آیا ہے۔ ایک عرصے سے یہ نایاب تھے۔ اس میں خان صاحب کی تحریفات قرآن کا جائزہ لیا گیا ہے۔ فقیہ میں وہ کیا تھے؟ اس کا اندازہ کتاب پڑھ کر کیجیے اور سر دھنیے۔ حد تو یہ ہے کہ (بہ قول خان صاحب کے) اگر حضرت امام ابو حنیفہؒ بھی زندہ ہوتے تو ان کی تحقیق کی داد دیتے۔ یاللعجب!

۳۔ کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟

جناب نعمان محمد امین کی کاوش ہے۔ اس میں بتلایا گیا ہے کہ صلوٰۃ وسلام کا ایجاد کرنے والا کون، کیسا اور کیا تھا؟ اسی طرح میلاد کا موجد غیر مقلد تھا۔ یہ کتاب جدید اضافے کے بعد دوسری مرتبہ چھپی ہے۔ یہ کتاب جو ایک مرتبہ کھلے دل سے پڑھ لے گا یقیناً اس کی کایا پلٹ ہوگی۔

۴۔ اعلیٰ حضرت کی چند خطرناک غلطیاں۔

یہ زیر نظر کتاب بھی حضرت مولانا نور محمد مظاہری کی ہے۔ نئی ترتیب مناظر اہل سنت حضرت مولانا رب نواز حنفی مدظلہٗ کے مقدمے کے ساتھ باذوق افراد کی نذر ہے۔

مستقبل کا پروگرام:

زمانۂ قریب میں مندرجہ ذیل کتب ''تحفظ نظریات دیوبند اکادمی'' سے شائع کی جائیں گی (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

۱۔ رسائل چاندپوری (حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ)

۲۔ الشہاب الثاقب (شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

۳۔ اہل سنت کی ڈھال (الجنتہ لاہل السنۃ) (حضرت مولانا محمد عبد الغنی دہلویؒ)
۴۔ فاضل بریلوی کا حافظہ مع آئینۂ بریلویت
۵۔ بریلوی ترجمۂ قرآن کا علمی تجزیہ مع اضافات جدیدہ (حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمیؒ)

دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو اخلاص سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اصلاح احوال کا ذریعہ بنائے۔ آمین

خادمِ اہل سنت والجماعت
محمد عکاشہ مدنی
۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ
۱۹؍ اپریل ۲۰۱۰ء
(مدینہ منورہ)

دعا

دارالعلوم دیوبند کے مددگار مہتمم

حضرت مولانا غلام رسول خاموش مدظلہم

(فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ۔ کراچی)

”ردّ بدعات کے سلسلے میں ہمارے اکابر کی کتابوں کی جدید اشاعت بہت بڑا علمی، دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو اہلِ باطل کے لیے ہدایت کا اور مسلکِ دیوبند والوں کے لیے علم میں اضافے کا ذریعہ بنائے۔ آمین!
اس کام کو کرنے والوں کو اللہ اپنی حفاظت میں رکھے اور کامیاب فرمائے۔ نجات کا ذریعہ ہو۔“

(مدینۂ منورہ) ۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

۱۸را پریل ۲۰۱۰ء

دعا من جانب

دفاع امام ابوحنیفہؒ'' کے مصنف اور مؤلف کتب کثیرہ

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت فیوضہم

(جامعہ ابی ہریرہؓ۔ خالق آباد، نوشہرہ)

''اللہ کریم آپ کے علمی، قلمی اور اس پر آشوب دور میں اس علمی جہاد کو اپنی بارگاہِ ایزدی میں قبولیت سے نواز'' آمین

۸/مئی ۲۰۱۰ء

مقدمہ

بہ قلم: حضرت مولانا رب نواز حنفی مدظلہ

مناظر اہل سنت و جماعت

عقل و خرد کی دولت اگر نصیب ہوتی تو بریلوی مصنفین اور احمد رضا کے سوانح نگار غلو اور مبالغہ آمیزی کے وہ پل نہ باندھتے جو آج تاریخ کا منہ چڑا رہی ہیں۔
احمد رضا خان کے تذکرے میں بچپن سے لے کر جوانی، بڑھاپے اور قبر تک کا نقشہ اس انداز میں کھینچا جاتا ہے کہ گویا یہ کسی مافوق الفطرت ہستی کے تعارف میں مگن ہیں۔
یہاں آ کر وہ تمام تاریخ نگاری کے قوانین اور اُصول سے صرف نظر کر کے محض انجان عوام پر رُعب اور دبدبہ بیٹھاتے ہیں کہ

''خبردار! احمد رضا خان کے خلاف زبان نہ کھلنے پائے۔''

قارئین کرام! ہم اس جگہ احمد رضا خان کے متعلقین کی وہ عبارات آپ کی عدالت میں پیش کرتے ہیں جنھیں لکھنے والوں نے بے دھڑک لکھ کر حقیقت کے چہرے پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

احمد رضا لغزشوں سے محفوظ:

بریلوی مسلک کے محدث اعظم احمد رضا کے بارے میں لکھتے ہیں:

''امام بریلوی کا لغزشوں سے محفوظ رہنا۔''

علمائے دین کے اعلیٰ کارنامے چودہ صدی سے چلے آرہے ہیں مگر لغزشِ قلم اور لغزشِ لسان سے بھی محفوظ رہنا یہ اپنے بس کی بات نہیں۔ زورِ قلم میں وہ تفرد پسندی [illegible] گئے۔ بعض تجدد پسندی پر اُتر آئے۔ تصانیف میں خود آرائیاں بھی ملتی ہیں۔ لفظوں کے استعمال میں بھی بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں۔ قولِ حق کے لہجے میں بھی [illegible] ہے۔ حوالہ جات میں اصل کے بغیر نقل پر ہی قناعت کر لی گئی ہے، لیکن

ہمیں اور ہمارے ساتھ سارے علمائے عرب وعجم کو اعتراف ہے کہ حضرت شیخ محقق دہلوی، بحرالعلوم فرنگی محلی یا پھر اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے، اس کو ناممکن فرمادیا..... الخ (المیزان، احمد رضا نمبر: ص ۲۲۸)

احمد رضا کا مقام مقام حضور علیہ السلام سے بڑھ کر:

بریلوی محدث اعظم کی اس سرتاسر مبالغہ آمیز عبارت اور تحریر میں انگلی رکھنے کے مقامات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ چودہ صدیوں میں گزرنے والی انسانیت تو لغزشوں سے محفوظ نہ رہ سکی، لیکن یہ اعزاز احمد رضا کو حاصل تھا۔

۲۔ احمد رضا کی تاریخ وفات ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء ہے، یعنی احمد رضا خان کی وفات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ۱۳۳۰ھ سال بعد ہوئی۔ اگر احمد رضا خان سے پہلے چودہ سو برس کا حساب کیا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں داخل ہیں کہ (نعوذ باللہ)! خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لغزش وغیرہ سے محفوظ نہیں، بلکہ یہ فضیلت صرف احمد رضا خان کو حاصل ہے۔

ستم گر تجھ سے امید کرم ہوگی جسے ہوگی
ہمیں تو دیکھنا یہ ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ!

قلم اور عقیدے کی خیانت ملاحظہ فرمائیں کہ احمد رضا کی عقیدت میں اور ان کو لغزشوں سے پاک ثابت کرنے کے لیے محدث اعظم صاحب کیسی مقدس اور پاکیزہ ہستی کی بے ادبی کے مرتکب ہورہے ہیں۔

اقتدار احمد بریلوی کی دوغلی پالیسی:

بریلوی محدث اعظم کی یہی مبالغہ اور غلو آمیز عبارت لکھ کر جب کسی نے بریلوی

اقتدار احمد گجراتی ابن مفتی احمد یار گجراتی کو بھیجی تو صاحب زادہ اقتدار صاحب نے لکھا:

''جواب: یہ ایک بہت بڑے بزرگ عالم و محدث کا قول ہے، لہٰذا کچھ دن سوچنے سمجھنے کی مہلت دو۔ شاید کوئی جواز کا پہلو یا صورت نکل آئے۔ خطائے بزرگان گرفتن میں جلد بازی کرنا درست نہیں۔

بہت غور و خوض کے بعد بھی اس فقرے میں جواز کا کوئی پہلو میں نہیں نکال سکا۔ محدث صاحب علیہ الرحمۃ کی میں نے بہت سی تقاریر پاکستان میں سنی ہیں، بہت احتیاط سے تقریر فرماتے تھے۔ کبھی کسی لفظ پر کوئی بھی کسی طرح کی بے طرح کی گرفت نہیں کر سکا، مگر نا معلوم اس خطاب میں ایسا قابل گرفت جملہ کیوں بول گئے؟ یہ لفظ غالباً عقیدت کے جذبات میں فرما گئے۔ ہو سکتا ہے بعد میں احساس ہوا ہو!

بہر حال یہ پورا فقرہ شرعاً جائز نہیں۔ کیوں کہ ناممکن الخطا رب تعالیٰ نے صرف انبیائے کرام علیہم السلام کو بنایا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام سے کسی دینی دنیوی معاملات، قول و فعل، ولادت سے وفات تک کوئی گناہ، خطا، لغزش کا سرزد ہونا ناممکن و محال ہے اور محال بالذات نہیں محال بالعصمۃ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مثل ملائکہ انبیائے کرام علیہم السلام کو معصوم بنایا ہے۔ جس کی وجہ سے تمام انبیا علیہم السلام کی شان اقدس ہے کہ وہ گناہ و خطا و لغزش کر سکتے ہی نہیں۔ قادر ہی نہیں ہوتے۔ یہی معنی ہے ناممکن ہونے کا۔ لہٰذا کسی بھی غیر نبی کے لیے یہ الفاظ ہرگز ہرگز جائز نہیں.....'' الخ (تنقیدات علیٰ مطبوعات: ص ۱۴۴)

قارئین کرام! صاحب زادہ اقتدار احمد بریلوی کے فتوے کو بہ غور پڑھیے۔ بار بار پڑھیے اور بتایے کہ کیا واقعی بریلوی حضرت احمد رضا کی تعریف میں غلو اور زیادتی کا شکار نہیں ہیں.....؟

ایک طرف محدث اعظم بریلوی نے احمد رضا کی تعریف میں ناانصافی دیکھیے کہ وہ

احمد رضا خان کو انبیائے کرام علیہم السلام سے بڑا معصوم عن الخطاء کہہ رہے ہیں اور دوسری جانب مفتی اقتدار احمد بریلوی کی تحریر پڑھیے کہ علمائے اہلِ سنت دیوبند کی عبارات پر کفر کے غیر منصفانہ فتوے بلا کسی غور و خوض کے اگا ڈالتے ہیں۔ وہاں اس بات کا کبھی خیال نہیں کرتے کہ یہ کسی بڑے عالم و محدث کا قول ہے۔

اسیر زلف کرے قید کمند کرے
تیری نگاہ جسے جس طرح پسند کرے

صاحب زادہ اقتدار صاحب! کیا احمد رضا خان کی عقیدت میں کہے گئے کلمۂ کفر پر کوئی مواخذہ نہیں ہونا چاہیے؟

اور جناب! یہ بھی بتایے کہ ''بعد میں احساس ہو گیا ہوگا'' کا کشف آپ کو کب ہوا؟ اور اس کا کیا ثبوت ہے؟

بعض عقیدت مندوں کی بے پروائی:

صاحب زادہ زبیر حیدر آبادی کا یہ جملہ ذہن کی حیرانگی کو دو چند کرنے کے لیے اور حقیقت کی نقاب کشائی کے لیے کافی ہے کہ

''انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض اعلیٰ حضرت کے عقیدت مند ایسے بھی ہیں جو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر اور اعلیٰ سمجھتے ہیں۔''

(مغفرت ذنب: ص ۴۸)

بتایے! احمد رضا کے عقیدت منداس جرم کے مرتکب ہو کر اسلام سے کتنے دور ہو چکے ہیں؟

کیا صاحب زادہ زبیر بریلوی کی یہ گواہی سچائی کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لیے کافی نہیں؟

کیا احمد رضا نے مقام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا مان کر اور اعلیٰ جان کر بھی کسی بریلوی رضا خانی کا قلم حرکت میں آیا ہے؟

گئے حجاب کے دن آؤ سامنے بیٹھو
نقاب رخ سے اٹھاؤ بہار آئی ہے

یہی صاحب زادہ ابوالخیر زبیر صاحب لکھتے ہیں کہ اس فرقے (بریلویہ) کا دوسرا عقیدہ جوان کی باتوں سے پتا چلتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے۔ (مغفرت ذنب: ص ۶)

معاف کیجیے! یہ ساری باتیں ہم محض اظہار حق کے لیے کر رہے ہیں، ورنہ ہمیں معلوم ہے کہ ان باتوں سے آپ کے ذہن کی کیفیت کیا ہوگی؟ لیکن کیا کیا جائے؟ جب قلم اور عقیدے کی خیانت کا پتا چلتا ہے تو دل سے اٹھنے والی ٹیسیں حق کے اظہار پر مجبور کر دیتی ہیں۔

احمد رضا میں.....خدائی صفت!؟:

یاد رہے کہ بریلوی مسلک کے لوگوں نے احمد رضا کو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھانے کا جرم نہیں کیا بلکہ خدائی مقامات کا حامل سمجھ کر اپنا شمار غیروں میں کر دیا ہے۔

دیکھیے! یہی محدث اعظم بریلوی صاحب احمد رضا کے متعلق لکھتے ہیں:

''(آپ) بہ یک وقت سب کی سنتے.....اور سب کی اصلاح فرما دی جاتی تھی۔'' (المیزان، احمد رضا نمبر: ص ۲۴۴)

بہ یک وقت سب کی سننے کی صفت کس کی ہے؟

اس بات کو معلوم کرنا ہو تو ارشد القادری بریلوی سے پوچھیے۔ وہ لکھتے ہیں:

''میرا خیال اگر غلط نہیں ہے تو یہ شان صرف خدا کی ہے۔ کیوں کہ انسان کے بارے میں ہمیشہ یہ تصور رہا ہے کہ اس کی قوت ادراک ایک وقت میں ایک ہی طرف متوجہ ہو سکتی ہے۔'' (زلزلہ: ص ۵۳)

مولوی ارشد القادری بریلوی جس ہمہ جہت آگہی کی صفت کو صرف خدا کی شان کہہ رہے ہیں وہ ہی صفت محدث اعظم بریلوی صاحب احمد رضا خان میں تسلیم

کر رہے ہیں۔

میں اس جگہ آپ کے خوابیدہ ضمیر کو آواز دینا چاہتا ہوں کہ کیا احمد رضا خان میں خدائی صفات کو مان کر بریلوی حضرات نے کوئی جرم نہیں کیا؟ اگر کیا ہے اور یقیناً کیا ہے تو میں آپ کی عدالت سے انصاف چاہتا ہوں۔

خدارا! اظہارِ حق میں کوتاہی یا تاخیر کر کے اپنے پر حساب کا بوجھ نہ لادیے۔ یہی محدث اعظم بریلوی صاحب احمد رضا پر مضمون لکھتے ہوئے حمد و صلوٰۃ (خطبہ) کی جگہ پر جس طرح احمد رضا خان کا بار بار نام لائے ہیں اور احمد رضا میں جس انداز میں خدائی صفات کا ذکر کیا ہے، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

محدث اعظم صاحب لکھتے ہیں:

"احمد الله الاحد رضا سیدنا احمد واصلی واسلم سیدنا احمد رضا الله الواحد الصمد و علی جمیع من رضی الله عنهم و رضوانه احمد الرضاء من الازل ولی الابد." (المیزان، احمد رضا نمبر: ص ۲۴۱)

اس خطبے میں بار بار احمد رضا کے تذکرے کے ساتھ احمد رضا میں ازل اور ابد کی خدائی صفات کا عقیدہ رکھ کر انھوں نے جس بات کی طرف ہماری اور قارئین کی توجہ دلائی وہ بات ہم مولوی ابوالخیر محمد زبیر بریلوی کے حوالے سے لکھ آئے ہیں۔

(دیکھیے مغفرت ذنب: ص ۶)

صاحب نغمۃ الروح نے احمد رضا کی بریلویوں کے ہاں حیثیت کو واضح کر کے قصہ ہی ختم کر دیا۔ وہ لکھتے ہیں:

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

(سوانح اعلیٰ حضرت مع نغمۃ: ص ۴۲)

قارئین کرام! یہاں تک ہم نے مختصراً صرف اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ رضا

خانیوں کے ہاں احمد رضا خان کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

احمد رضا کی غلطیاں:

دوسری طرف اب ہم اس چیز کو بھی ذکر کرتے چلیں کہ اس معصوم عن الخطاء، خدائی صفات کا حامل اور سب کا خدا احمد رضا کی عبارات اور تحریروں میں کس قدر غلطیاں اور تحریفات ہیں۔

احمد رضا خان بریلوی نے ایک حدیث یوں نقل کی:

رواه الامام محمد فی کتاب الآثار قال اخبرنا ابو حنیفه ورواه عبد الرزاق فی مصنفه (الیٰ ان قال) عن عائشه رضی الله عنها انها امراة یکدون راسها بمشط.....الخ (فتاویٰ رضویہ: ج۹،ص۱۶۵)

اس حدیث کے نقل کرنے میں احمد رضا خان جس خطرناک غلطی کا مرتکب ہوا ہے اس کی نشان دہی خود بریلوی مولوی نذیر احمد سعیدی نے ان لفظوں میں کی ہے:

''کتاب الآثار اور مصنف عبدالرزاق دونوں کتابوں میں بمشط کا لفظ نہیں ہے بلکہ کتاب الاثار میں رات مُیتاً یسرح راسها اور مصنف میں رات امراة یکدون راسها ہے۔'' (نذیر احمد) (حوالہ مذکورہ بالا)

دوسری جگہ احمد رضا خان نے ایک حدیث نقل کی ہے:

فصففنا خلفه صفین وما نریٰ شیئاً. (رواہ الطبرانی)

(فتاویٰ رضویہ: ج۹،ص۳۵۰)

اس حدیث میں احمد رضا خان کی طرف سے کی جانے والی تحریف اور تبدیلی کی نشان دہی بھی مولوی نذیر بریلوی نے یوں کی۔ وہ لکھتے ہیں:

''معجم کبیر میں مجمع ابن جاریہ کی حدیث کے تحت بہ حوالہ ابن ابی شیبہ حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

فصففنا خلفه صفين، اس میں مانری شیئاً کے الفاظ نہیں ہیں۔
ملاحظہ ہو معجم کبیر، حدیث نمبر ۱۰۸۶ جلد ۱۹ ص ۴۴۶۔"
(نذیر احمد) (حوالہ مذکورہ بالا)

تیسری جگہ احمد رضا خان نے ایک روایت کو یوں بیان کیا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
من دعا الیٰ الهدیٰ فله اجره واجر من تبعه.
(فتاویٰ رضویہ: ج ۵، ص ۳۸۵)

اور مولوی نذیر احمد بریلوی لکھتے ہیں:
نوٹ: مسلم شریف کے الفاظ یوں ہیں:
من دعا الیٰ هدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ینقص ذالك من اجورهم شیئاً.
(نذیر احمد سعیدی) (حوالہ مذکورہ بالا)

اور ایک مقام پر احمد رضا خان مسند احمد سے عن معاذ ابن جبلؓ ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
مامن شیء انجی من عذاب الله من ذکر الله. رواه الامام احمد عن معاذ بن جبل.....الخ
(فتاویٰ رضویہ: ج ۵، ص ۶۶۵)

جب کہ مولوی نذیر احمد سعیدی بریلوی حاشیے میں لکھتے ہیں کہ (حضرت امام) احمد ابن حنبلؒ کے الفاظ (حضرت) معاذ ابن جبلؓ سے یوں مروی ہیں:
ما عمل آدمی عملاً قطّ انجی له من عذاب الله من ذکر الله.....الخ۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

یہ چند مقامات ہم نے آپ کے سامنے پیش کیے، جن میں احمد رضا خان نے حدیث کے معاملات میں تحریف وتبدیلی اور ترمیم واضافے کی خیانتیں کرکے ایک

طرف رضا خانی حضرات اور محدث اعظم وغیرہ کی تعریف میں مبالغے کی تکذیب کی ہے تو دوسری جانب اپنی حقیقت واضح کر کے بہ مصداق حدیث

من كذب علي متعمداً فليتبوا مقعده من النار.

اپنا صحیح تعارف اور انجام کا ذکر کر دیا ہے۔

تمیز حق و باطل کا نکھرنا غیر ممکن تھا
نہ ہوتے گر جہاں میں صاحب ہنر پیدا

ان کے علاوہ احمد رضا خان کی غلطیوں کو دیکھنے کے لیے اور تحریفات کے مطالعے کے لیے کتاب ''فاضل بریلوی کا حافظہ'' مصنفہ مولانا انوار احمدؒ کا مطالعہ کافی معاون ہوگا اور فکر و نظر کے دریچے کھولنے کے لیے بہت مددگار ثابت ہوگا [1]۔

زیر نظر کتاب ''اعلیٰ حضرت کی چند خطرناک غلطیاں'' مؤلفہ مولانا نور محمد مظاہریؒ، یہ بھی اعلیٰ حضرت کی حقیقت کو واضح کرنے کے لیے اور اس کے ترتیب دیے گئے فتاویٰ رضویہ کے حقایق کھولنے کے لیے بہترین ہتھیار ہے۔ احمد رضا خان کی خودستائی، چوری، سینہ زوری، متکبرانہ دعوے اور مصنوعی کرامتوں سے پردہ اٹھانے والی ایک عمدہ کتاب ہے۔ ماشاء اللہ قلم کی روانی اور ادب کا بہاؤ بہت خوب ہے۔

اللہ رب العزت بھلا کرے ''تحفظ نظریات دیوبند اکادمی'' کے سنی غیرت مند مسلمانوں کا کہ وہ اس علمی چیز کو کتابی شکل میں چھاپ کر عوام اور مسلمانوں پر بہت بڑا احسان فرما رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو مزید دنیا و آخرت کی ترقیوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

مولانا رب نواز حنفی

۱۸؍اپریل ۲۰۱۰ء

---

[1] تحفظ نظریات دیوبند اکادمی ان شاء اللہ جلد یہ کتاب شایع کرے گا۔ (ناشر)

پیش لفظ

اوڑھ کر احمد رضا خان آئے بدعت کا لحاف
ذات اُن کی ہے مجدد بات ان کی لام و کاف

رسم بسم اللہ۔ ایک رسم و بدعت:

حسب تقدیر الٰہی سرمہ و فرنیچر کے ایک شہر بریلی میں ایک صاحب ولادت کے عام و معمولی طریقے پر پٹھانوں کے خاندان میں ۱۴ر جون ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے اور ان کے دادا میاں نے ''احمد رضا خان'' نام رکھا۔ آپ کے سوانح نگاروں نے عقیقہ و ختنے کی سنتوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیا کہ وہ کب ادا ہوئی اور کیسے ادا ہوئی؟ البتہ رسم بسم اللہ خوانی جو درحقیقت ایک رسم و رواج اور بدعت ہے، اس کو ان کے ایک مرید بے صفا نے اپنی کتاب ''کرامات اعلیٰ حضرت'' ص ۱۰ میں ''رسم بسم اللہ خوانی'' کے عنواں و نام سے ضرور ذکر کیا ہے۔

چوں کہ حضرت خان صاحب بریلوی فطری و قدرتی طور پر سنت سے نفرت و عداوت رکھتے تھے اور بدعت و رسمیات کے دل دادہ اور اس پر جان و دل سے فریفتہ و شیدا تھے، اس لیے ان کی پیدائشی واقعات میں یہی عقیقہ و ختنے کی سنت کا ذکر نہیں ہے اور اس کے بجائے بسم اللہ خوانی کی رسمی بدعت کو ان کی پیدائشی حالت میں نمایاں جگہ نصیب ہوئی۔

ندرت خیز کرشموں کا ذکر نہ دارد:

اگر چہ آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں نے آپ کی پیدائش میں حیرت

انگیز کراماتوں اور ندرت خیز کرشموں کا بناوٹ کے طور پر بھی کوئی ذکر نہیں کیا، نہ ان کو مادرزاد ولی ومجدد ہی قرار دیا، نہ ان کی صفات میں ہی کہا گیا کہ وہ آغوش مادر میں ہی تھے اور پالنے میں جھول رہے تھے، ایسی حالت میں بھی وہ فصیح وعربی زبان میں کلام کیا کرتے تھے۔

خان صاحب کی عربی اور شرم:

اگر رضا خانی اپنے پیر ومرشد اعلیٰ حضرت بریلوی کی شان میں اس قسم کی عقل و خرد سے دور باتیں کرتے تو ان کا کوئی کیا بگاڑ لیتا؟ لیکن انھوں نے نہیں معلوم کیوں ان رضا خانی مریدوں نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی پیدائشی حالات میں سادگی و معمولی حالت کو باقی رکھا؟ مگر اس کے بعد خان صاحب بریلوی جوں جوں اپنی عمر کی گنتیوں کو لے کر آگے بڑھتے گئے توں توں کراماتوں وتماشہ انگیز کرشموں کا جھنڈ کا جھنڈ آپ پر پھٹ پڑا۔ چناں چہ ابھی آپ تین ہی سال کے تھے کہ ایک عرب آپ کی قدم بوسی کے لیے حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے ان سے بڑی ہی عمدہ ولذیذ فصیح عربی زبان میں برجستہ گفتگو فرمائی۔ وہ اس تین سالہ نوزائید بچے کی زبان سے ایسی فصیح عربی سن کر حیرت زدہ ودنگ رہ گئے، پھر وہ کبھی مارے شرم کے آپ کے سامنے نہیں آئے۔

چھ سال کی عمر اور میلاد کا بیان:

اسی طرح سے ابھی آپ کی عمر شریف چھ سال کی تھی تو بریلی میں آپ کے دولت کدہ پر ۱۲ ربیع الاول کو میلاد شریف کا ایک سالانہ جلسہ ہوتا تھا، اس میں آپ نے اس خوردسالی کے باوجود ایک بڑے مجمع کے سامنے ایسی برجستہ پر مغز اور پراز معلومات، نکات ومعارف سے بھری ہوئی ایک شستہ وشگفتہ تقریر فرمائی جس میں آپ نے دو گھنٹے تک علم وعرفان کے دریا نہیں بلکہ سمندر بہادیے، سامعین وحاضرین ایک

طرف تو آپ کی عمر شریف کی کمی وخوردگی کو دیکھتے تھے اور دوسری طرف آپ کے بیان کردہ علوم ومعارف کی روانی کو دیکھتے ہوئے حیران وششدر رہ گئے۔

الغرض اگرچہ آپ کے عمر کی رفتار تو بہت ہی کم تھی، مگر کرامتوں اور اعجازی کرشموں کے تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ بلا سوچے سمجھے وارفتگی کے ساتھ جوق در جوق قطار در قطار آپ پر ٹوٹی پڑ رہی ہیں۔ چناں چہ ایک کرامت تو آپ کی محبت میں ایسی وارفتہ، سرگشتہ ہوکر اس بیتابی و بے قراری کے ساتھ نچھاور ہوئی کہ اس کو اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ رہا اور سر بازار وہ برہنہ ہوگئی، جس کو پردہ نشین خواتین کے بجائے بازاری عورتوں نے اپنی آنکھوں سے زیارت کی اور عالم سکتے میں ڈوب گئیں اور تادم مرگ اسی حالت میں رہ کر عالم جاودانی کو سدھار گئیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس برہنہ کرامت کا نام رضا خانی حلقوں میں تقویٰ رکھا گیا ہے۔ چناں چہ پہلے آپ اس برہنہ تقوے کو ملاحظہ کیجیے، پھر اس کے بعد اس کے اعزازی مراتب ومناقب کو دیکھیے۔

خان صاحب بریلوی کا ایک ننگا تقویٰ:

راوی معتبر کا بیان ہے کہ جب خان صاحب بریلوی کی عمر شریف چار سال کی تھی تو اس وقت ایک روز آپ اندر سے ننگے ہوکر صرف ایک لمبا کرتا پہنے ہوئے باہر نکلے، تو سامنے سے چند بازاری طوائفیں گذر رہی تھیں۔ ان کو دیکھ کر از راہِ شرم وغیرت اپنے لمبا کرتے کا پورا اگلا حصہ اٹھا کر اپنے منہ پر ڈال لیا اور نیچے سے اپنا پورا ستر شریف کھول کر طوائفوں کے سامنے کردیا، جس کو دیکھ کر ان طوائفوں نے شرم وغیرت سے نگاہ نیچی کرتے ہوئے خان صاحب بریلوی پر یہ فقرہ چست کیا کہ واہ میاں صاحب زادے! خوب انوکھا پردہ کیا کہ آنکھیں تو بند کرلیں اور ستر شریف کو کھول کر ننگی حالت میں، ہم لوگوں کے سامنے ہوگئے۔

لیکن طوائفوں کے اس جارحانہ و بے باکانہ فقرے سے خان صاحب بریلوی

کی حیا وغیرت نہیں بے دار ہوئی بلکہ زبان شریف بے ہنگم و بے جوڑ لفظوں کے ساتھ چلتی رہی، حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد وہ بھی خاموش ہوگئی اور اس خاموش و تاریخی برہنہ کردار کو رضا خانیوں نے تقویٰ کے عنوان سے کتاب ''کرامات اعلیٰ حضرت'' ص ۱۲ میں بڑے فخر ومباہات کے ساتھ شائع کیا۔ فی الحال قارئین سے درخواست ہے کہ وہ

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

پر عمل کریں۔

کیا خان صاحب بریلوی معصوم تھے؟

اگر چہ رضا خانیوں نے اپنے اعلیٰ حضرت مرشد اعظم کے اس حیا سوز برہنہ کرامت کو تقویٰ کے نام سے شائع کرنے کو شائع کر دیا، لیکن پھر یہ لوگ بھی انسان تھے اور انسان کتنا ہی گیا گذرا کیوں نہ ہو اس کے اندر سے حیا وغیرت کسی نہ کسی وقت ابھر کر ظاہر ہو جاتی ہے اور اس حیا سوز عمل کو کسی نہ کسی طرح سے روغن مل کر اس کو برائیوں کے صف سے نکال کر داخل حسنات کر دیتی ہے۔

چناں چہ خان صاحب بریلوی کے مریدوں نے بھی جھک مار کر یہ طریقہ اختیار کیا کہ حیا وغیرت کو سامنے رکھ کر اس برہنہ تقوے کی ننگی کرامت کو عصمت وحفاظت کا جامہ پہنا کر خان صاحب کو قدرتی طور پر لغزشوں وغلطیوں کے ارتکاب سے معصوم و محفوظ قرار دے دیا اور یہ اعلان کر دیا:

''رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ہر لغزش وخطا سے محفوظ رکھا۔''

(کرامات اعلیٰ حضرت: ص ۱۱)

جب اللہ تعالیٰ نے خان صاحب بریلوی کو ہر لغزش وخطا سے محفوظ ومعصوم کر دیا ہے تو اب اگر ان سے کوئی غلطی چھوٹی ہو یا بڑی صادر ہوتی ہے تو وہ سچ مچ غلطی نہیں ہے، بلکہ دیکھنے والوں کے نگاہ ونظر کا قصور ہے اور ان کا (اعلیٰ حضرت کا قصور) نہیں ہے، اس لیے اعلیٰ حضرت کا یہ فعل وعمل اگر چہ دیکھنے میں عقل وخرد، حیا وغیرہ کے بالکل

خلاف ہے، لیکن ان کی معصومیت و محفوظیت کے پیشِ نظر وہ پاکیزہ تقویٰ ہے اور ایمان افروز کرامت ہے۔ عقل و خرد کی دنیا جو کچھ کہتی ہے وہ سب غلط ہے۔

نظر کا فرق تھا کتنا جسے ہم تیرگی سمجھے
اسی کو سب کے سب اہلِ زمانہ روشنی سمجھے

ایک مرید صاحب نے اسی پر بس نہیں کیا تھا کہ ان کو حفاظت و عصمت کے زندان میں قید کر کے اس کے اندر گناہوں، غلطیوں، قصوروں کا داخلہ بالکل بند کر دیا اور کسی طرف سے بھی کوئی دراز یا باریک سے باریک سوراخ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ مگر دوسرے مرید صاحب نے یہ غضب ڈھایا کہ اپنے اعلیٰ حضرت کو کرامتوں، طہارتوں کے جنجال، انسانیت کے اتار و چڑھاؤ اور اس کے لوازمات و خصوصیات سے نکال کر سیدھے الوہیت اور خدائی تخت پر جلوہ افروز کر کے یہ اعلان کر دیا کہ۔

یہ دعا ہے، یہ دعا ہے، یہ دعا
میرا اور سب کا خدا احمد رضا
(نعوذ باللہ من ذالک)

کرامتوں نے جوانی ہی میں پردہ کرنا شروع کر دیا:

یہ بھی ایک حیرت انگیز بات ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی عمر شریف جیسے جیسے دھیرے دھیرے آگے بڑھتی جارہی تھی ویسے ویسے رنگ بہ رنگ کی مختلف قسم کی اچھی بری، چھوٹی بڑی کرامتیں بڑی تیزی وسرعت کے ساتھ آپ کو اپنے آغوشِ محبت میں لیتی چلی جارہی تھیں، لیکن تعجب و حیرت ہے کہ جوں ہی حضرت بریلوی نے جوانی کی منزل میں قدم رکھا ہی تھا یہ نہیں معلوم کہ آپ ''جوانی دیوانی'' کے مرتبے پر پہنچے تھے یا نہیں؟ مگر کرامتوں کی بے وفائی کا یہ عالم ہے کہ انھوں نے بے جھجک یک بہ یک آپ سے منہ چھپانا اور پردہ کرنا شروع کر دیا۔ چناں چہ کرامتوں کا جو ہجوم آپ کے گرداگرد نابالغی کی حالت میں نظر آرہا تھا اب وہ ہجوم و کثرت آپ کی جوانی کے عالم میں نظر

نہیں آرہا ہے۔ نہیں معلوم وہ کرامتیں کیوں آپ سے کترا کر دور بھاگ رہی تھیں؟ حالاں کہ خان صاحب بریلوی بڑے میٹھے لب و لہجے میں عاجزانہ انداز میں کرامتوں سے بار بار یہ فرماتے تھے کہ ع

عروسِ لالہ مناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب

اور مجھ کو چشم التفات سے محروم نہ کیا جائے، ورنہ تو بڑی شرمندگی اور دردر کی جگ ہنسائی اور رسوائی ہوگی، مگر ان کرامتوں پر آپ کی عاجزانہ درخواستوں اور عرض داشتوں کا سنگ دل و ظالم معشوقوں کی طرح کچھ بھی اثر نہ ہوا اور وہ حضرت اعلیٰ کو کن انکھیوں سے دیکھتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی رقیبوں کے گھر چلی گئیں۔ دیکھیے کتاب ''کرامات اعلیٰ حضرت'' کے لکھنے والے مرید نے تو اپنی کتاب میں اپنے اعلیٰ حضرت کی نابالغی کے زمانے کی کرامتوں کا ڈھیر وانبار لگا دیا ہے، لیکن آپ کے جوانی و بڑھاپے وادھیڑ عمر کی کرامتیں کم سے کم بلکہ صفر کے برابر ہیں۔

کاش مولوی حشمت علی آں جہانی جو کہ اپنے اعلیٰ حضرت کے اندرونی و بیرونی خصوصیات کے مَظہر و مُظہِر ہوکر مَظہَرِ اعلیٰ حضرت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے تھے۔ گویا کریلے نے نیم کے درخت پر چڑھ کر اپنی کڑواہٹ و تلخی میں اضافہ کر دیا تھا۔ اگر وہ اس وقت زندہ ہوتے تو ضرور اپنے اعلیٰ حضرت کے اس خصوصی راز سے پردہ اٹھاتے اور ''مارو گھٹنہ پھوٹے آنکھ'' کی کہاوت کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور بات کرتے، مگر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد وہ بھی پڑے پڑے مصیبت و تکلیف کے دن گنتے گنتے خاموشی کے ساتھ موت کے منہ میں چلے گئے، لیکن جب آپ جوانی کے قریب پہنچنے والے ہی تھے یعنی ۱۲ برس ۹ مہینے — پونے ۱۴ برس کی نیم پختگی و ناشعوری تک پہنچے ہی تھے کہ تن بدن سے کرامت کے آتشیں شرارے پھوٹ پھوٹ کر نکلنے لگے۔ وہ آتشیں کرامت ''تکفیر مسلمین واحداث فی الدین'' ہے کہ آپ نے اپنی نابالغی نوعمری سے یہ فتویٰ صادر کرنا شروع کر دیا کہ میرے مٹھی بھر ماننے والوں کے سوا

''تمام دنیائے اسلام کے صحیح العقیدہ وحق پرست مسلمانوں کافر و مرتد ہیں

اوران کی اولاد غیر ثابت النسب یعنی اولاد الزوانی ہیں۔'' (معاذ اللہ)

خان صاحب بریلوی کے اس تکفیری فتوے کے آتشیں اثرات:

خان صاحب بریلوی کے اس تکفیری فتوے کے آتشیں اثرات کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں کے گھروں میں لڑائی و جھگڑا، شر و فساد، جنگ و جدل، علاحدگی و جدائی کے انگارے روشن ہوگئے۔

اگر ایک طرف بھائی بھائی کا دشمن ہے تو دوسری طرف باپ و بیٹے میں خون آشام جنگ ہے۔

میاں بیوی کے درمیان جنگ وجدل ہے تو چچا بھتیجے سے کنارہ کش۔

الغرض حضرت خان صاحب نے اس آتشیں اور تکفیری کرامت کے ذریعے مسلمانوں میں جنگ و جدل کا وہ آتشیں ہنگامہ برپا کیا کہ مسلمانوں کی باہمی اتفاق و اتحاد، میل و ملاپ کی مسکراتی ہوئی کلیاں مرجھا کر رہ گئیں اور دنیائے اسلام کا پورا پورا مسلم معاشرہ ومسلم طبقہ تکفیر و تفسیق کی بھڑکتی ہوئی آگ سے جل کر خاک ہوگیا۔

تو نے دونوں کو جلا کر رکھ دیا اے شور عشق
شمع میں کچھ جان باقی ہے نہ پروانے میں ہے

خان صاحب بریلوی کے دواہم اور یادگاری کارنامے:

حضرت بریلوی کے تعارف اور روشناسی میں بڑی کمی رہ جائے گی اگر ان کی زندگی کے دواہم کارنامے اور دو یادگاری وامتیازی کرامتوں کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ اس لیے کہ آپ کی زندگی کی گھڑی میں ان دو کرامتوں:

(۱) احداث فی الدین

(۲) تکفیر المسلمین کی دو موٹی و بڑی سوئیاں گھومتی نظر آرہی ہیں۔ چناں چہ آپ نے احداث فی الدین کے سلسلے میں یہ نمایاں کارنامہ انجام دیا کہ جس قدر پرانی

بدعتیں اور فرسودہ رسمیں، پڑی پڑی فرسودہ، پوشیدہ ہو کر دم توڑ رہی تھیں ان میں اپنی طرف سے رنگ بھر کر تازہ دم اور جان دار بنا دیا۔ اس کے بعد اپنی طرف سے بہت سی بدعتوں ورسموں کو مزید ایجاد کر کے اس پر سنت و مستحب کی جعلی چھاپ اور مصنوعی مہر لگا کر اس کو اجر وثواب کا مستحق بنا دیا۔

شکمی (پیٹو) مذہب کی نمائش:

کہا جاتا ہے کہ حضرت خان صاحب بریلوی کی تصنیف کردہ چھوٹی بڑی تین سو یا اس سے کچھ زاید ہیں، سوان سب کا فراہم کرنا اور پھر ان سب کتابوں کو نظر و نگاہ سے کھنگال کر اس کے رطب ویابس، کھرے و کھوٹے، سنت و بدعت، جھوٹ و سچ، غلط و صحیح کو علاحدہ کرنا مشکل و دشوار تھا اور اس وقت بھی ہے، لیکن مولوی حشمت علی آں جہانی جن کے ایمان کی جمیت (دیوار) کفر پاشیوں، توہین سازیوں، الزام تراشیوں، بدکلامیوں کی لاعلاج وخطرناک بیماری کی وجہ سے ہمیشہ پھیلی ہی رہی اور ایک عرصے تک پھیلی رہتے رہتے ایک دن وہ بھی آ گیا کہ وہ ایک روز وہم سے گر کر پیوند زمین ہو گئی۔ سوانھوں نے اس دشواری کو اس طرح حل کر دیا کہ اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے شکمی پیدا کردہ دین و مذہب کی تمام بدعات و رسمیات کو جو ان کی کتابوں میں بے ترتیب و ناہموار حالت میں بکھری اور پھیلی ہوئی جا بہ جا پڑی ہوئی تھیں، ان سب کو سمیٹ کر صندلی رنگ کی ایک چھوٹی سی ننھی منی سی کٹوریا میں بند کر کے دعوت دید و نمائش دی کہ لوگو! آؤ!!! دیکھو!!! میرے حسن کرشمہ ساز و روشن کرامت کو، میں نے کس طرح سے مافوق العادت یہ کارنامہ انجام دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی نکالی ہوئی بدعت وضلالت کے بہتے ہوئے اس دریا کی موجوں اور بہاؤ کو جو سنبھالے نہ سنبھلتا تھا، ایک چھوٹے سے کاغذی کوزے میں سمیٹ کر بند کر دیا۔ اگر ایک طرف ہمارے اعلیٰ حضرت بریلوی کی یہ کرامت تھی کہ اپنی تھوڑی سی عمر شریف میں بدعات و رسمیات، تکفیرات، تحقیرات کے ہندو پاک میں دریا بہا دیے ہیں اور اس سے چھوٹی

چھوٹی نہریں و نالے کاٹ کر دنیا کے ہر چھوٹے و بڑے قصبے اور گاؤں میں پہنچا دیے ہیں تو میری بھی طفیل اعلیٰ حضرت یہ خصوصیت و کرامت ہے کہ میں نے اس بہتے و پھیلے ہوئے دریا کو سمیٹ کر وا اور باندھ کر ایک کاغذی کوزے میں بند کر دیا ہے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ صرف اسی کچی نہر اور کاغذی کوزے ہی کو ملاحظہ کریں، تاکہ آپ کو بھی یقین ہو جائے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا "دین، مذہب" بدعتوں، رسموں، الحادیوں، ملامتوں، تکفیروں، تحقیروں، گالیوں، طعنوں کا ایسا گمراہ کن و بڑا املائی گودام ہے جس میں حق و صداقت، شریعت و سنت کے ایک ذرے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

سراپا زخم ہوں اتنے، چارہ گر میں
کرے گا کام یہ نشتر کہاں تک

انبیائے کرام کی توہین

احمد رضا خان صاحب بریلوی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی فرماتے ہیں''۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت: حصۂ دوم، ص ۲۷۶)

کیا اس قسم کی باتوں کو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی توہین نہیں کہا جائے گا؟ احمد رضا بریلوی کی اس قسم کی باتوں پر تمام بریلویوں کی زبان پر تالے لگ جاتے ہیں اور کوئی اس پر تنقید نہیں کرتا۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرات انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

ایک طرف حدیث ہے اور ایک طرف احمد رضا کا یہ سیاہ قول، حدیث سے ایک مسلمان کے دل میں انبیا کی اپنے رب سے محبت کا تعلق اور واضح ہو جاتا ہے اور احمد رضا کے قول سے تو معاذ اللہ.........

میرا قلم ایسی باتیں لکھنے سے قاصر ہے۔

باب ①

خان صاحب بریلوی کی ایجاد کردہ بدعات

کا نچوڑا ہوا کڑوا عرق حشمتی بوتل میں

میرے ساقی نے عنایت کی مئے بے درد و صاف
رنگ جو کچھ دیکھتے ہو میرے پیمانے میں ہے

مولوی حشمت علی آں جہانی جو اپنے اعلیٰ حضرت قبلہ کے اندرونی و بیرونی خصوصیات کے مظہر اور مظہر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک پیشہ ور واعظ و مناظر بھی تھے، انھوں نے اپنی شہرت کو عام کرنے کے لیے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبول عام اور مفید انام، مشہور و معروف کثیر الاشاعت کتاب ''بہشتی زیور'' کی تکذیب و تردید میں ''اصلاح بہشتی زیور'' کے نام سے ایک غیر مقبول، غیر مفید، غیر مشہور بلکہ بالکل لغو و لایعنی، عبث و بے کار کتاب لکھی ہے، جو ماشاء اللہ ایک ہی بار ہندوستان میں چھپ کر پھر ایسی چھپی کہ آج تک اس کے دیدہ و نادیدہ عاشق اس کی صورت دیکھنے کے لیے ترس رہے ہیں۔ چوں کہ کتاب ''بہشتی زیور'' میں جس قدر مسایل و احکام، فضایل و اعمال درج ہیں وہ سب کے سب کتاب و سنت اور امام اعظم حضرت سیدنا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان دیگر فقہا و آئمہ کرام رحمہم اللہ کے فقہی اقوال و ارشادات کے بالکل موافق و مطابق ہیں، اس لیے اب اس کتاب کی تردید و تکذیب کا صاف صاف اور سیدھا سیدھا مطلب کتاب و سنت اور فقہی احکام کی تردید و تکذیب کرنا ہے۔ اس فعل بد کے سرانجام دہی میں اس فرقے کے ہر چھوٹے و بڑے کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اس فرقے کے اکابر و اصاغر روز پیدایش ہی سے تا دم مرگ کتاب و سنت کی تردید و تکذیب کو اپنی زندگی کا نصب العین اور اوڑھنا و بچھونا بنائے ہوئے ہیں۔ سو اس کتاب ''اصلاح بہشتی زیور'' کے تردیدی

مضامین کا ایک اشتہار اس کے پشت پر درج کر کے شایع کیا گیا ہے، جو دراصل اعلیٰ حضرت بریلوی کے ایجاد کردہ دین و مذہب کی کتابوں کا نچوڑا ہوا کڑوا عرق ہے، جو حشمت علی آں جہانی نے اپنے ہاتھوں سے نچوڑ کر اپنے رنگ بہ رنگ بوتلوں میں بھر کر رضا خانیت کے ہر دکان دار دوں اور سوداگر کو دے دیا۔ جس کو ان لوگوں نے اپنی دکان کی کھلی ہوئی الماریوں میں سجا کر رکھ دیا، تا کہ بھولے بھالے سادے مزاج ان پڑھ مسلمان اس کے رنگ و روغن، چمک و دمک کو دیکھ کر بدعت و ضلالت کے جال میں پھنس جائیں۔ براہِ کرم ملاحظہ کیجیے۔ وہ لکھتے ہیں:

”اس ”اصلاحِ بہشتی زیور“ میں انبیائے کرام و اولیائے کرام علیہم السلام کی نیاز و فاتحہ دینے، نذر ماننے، ان سے مدد چاہنے، انھیں پکارنے، یا رسول اللہ، یا غوث کہنے، انھیں نفع و نقصان کا مختار سمجھنے، انھیں ہر حال میں قبر رہنے، ان کے نام کے جانور پالنے، چھوڑنے، ذبح کرنے، ان کے مزارات کا عرس کرنے، چراغ جلانے، چادر، مٹھائی، حلوا، گلگلے وغیرہ چڑھانے، ان کے نام کا وظیفہ پڑھنے، بازو پر پیسہ باندھنے، ان کی دہائی دینے، خدا الٰہی رات کرنے، کسی جگہ کا ادب و تعظیم، طواف و سجدہ کرنے، کسی کے سامنے جھکنے، کھڑا رہنے، عبد النبی، غلام رسول، نبی بخش، علی بخش، غلام محی الدین وغیرہ نام رکھنے، گلا یا ڈالنے، بدھی پہننے، سہرا باندھنے اور ان کے مثل بہت سی باتوں کو جو ”بہشتی زیور“ میں مذکور اور وہابیہ کے نزدیک شرک و کفر حرام و بدعت تھیں، تردید کی گئی ہے۔“

(اشتہار بر صفحہ آخر ”اصلاحِ بہشتی زیور“ حصہ ۲، ۳، ۴، مطبوعہ مسلم پریس۔ دہلی)

سنگ و شیر کی ملی جلی خاصیت کے حامل موصوف مولوی حشمت علی آں جہانی نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ایجاد کردہ دین و مذہب کے زہریلے پھل کے نچوڑے ہوئے کڑوے عرق کو کاغذی بوتلوں میں بھر کر جو عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے اس سے یہ امر روزِ روشن کی طرح ثابت اور واضح ہو رہا ہے کہ رضا خانیوں کا یہ دین و

مذہب جس میں مندرجۂ بالا بدعات، رسمیات، کفریات، شرکیات، تحقیرات، لغویات و خرافات کا انبار لگا ہوا ہے، اگر بالفرض مندرجۂ بالا حکمتی بیان کے مطابق ان چیزوں کو مذکورۂ بالا حکمتی بیان کی گئیں ہیں، دین الٰہی و شریعت محمدی کے اجزا تسلیم کر لی جائیں تو ہر اس صورت میں دین اسلام کی چمکتی ہوئی حقیقت اور روشن سنت محمدی، لغویات و خرافات کے اندھیروں میں گم ہو کر رہ جائے گی اور اس کی روشن صورت و مانی ہوئی حقیقت اور اس کے چمک دار و جان دار پسندیدہ اعمال و احکام، صرف کھیل و تماشہ، لہو ولعب، خورد و نوش، پوجا پاٹ، عرس و میلہ، چادر و گاگر، صندل و کنڈل وغیرہ میں کھو کر دعوت و پیغام کی سطح سے نیچے گر جائے گی، لیکن رضا خانیوں کو ان کے اس بدعت نواز و ایمان سوز کارنامے سے اسلام اپنی اصلی صورت چھوڑ کر اس خطرناک صورت و بھیانک شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس سے ان کو نہ کوئی صدمہ ہے نہ قلق، بلکہ معاذ اللہ اسلام و احکام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام رسوا ہوتے ہیں تو ہونے دو اور اس کی روشن پیشانی پر بدعت و ضلالت، رسمیات و خرافات کی سیاہی لگتی ہے لگنے دو۔ ان کو تو اپنے حلوے مید ے، ریوڑی و گٹے، قبروں کے چڑھاوے اور مریدوں کے نذرانے سے کام و مطلب۔ وہ یہ دستور جاری ہے

آشیاں سے ہے نہ مطلب نہ گلشن سے غرض
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

عبرت و نصیحت:

اللہ اکبر! جس دین اسلام کو اللہ تعالیٰ کے سچے محبوب رسول خدا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار و فداکار حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان و اولیائے عظام علیہم الرحمہ اور ان حضرات کے سچے جانشین حضرات علمائے حق عظام علیہم الرحمہ نے اپنے صبر آزما، محنتوں اور اپنا خون و پسینہ ایک کر کے خوب صورت و حسین بنایا تھا اور بے پناہ تکلیفیں اٹھا کر اس میں حق و صداقت کا رنگ و روغن بھر کر اس کو چمکایا اور سنوارا تھا، لیکن افسوس کہ دین اسلام کے ایسے حسین و خوب صورت چہرے کو رضا

خانیت کے ان مصنوعی عاشقوں، محبت رسول کے جھوٹے دعویداروں، اسلام کے ناجائز ٹھیکے داروں، بریلی کے اعلیٰ حضرتوں، اور پیلی بھیت کے شیر دسگون، چھو چھوں اور دیگر مزارات کے پجاریوں و جانشینوں نے اپنے اپنے ذہن و دماغ سے نکالے ہوئے نئے نئے اضافوں، تراشی ہوئی بدعتوں، چکنی چکنی ضلالتوں و پھیلی اور سنہری چادروں، جھوٹی و بڑی خوش نما گاگروں کی سیاہی و کالک کے معاذ اللہ ایسا بدنما و بھدا کر دیا اور اس کی خوب صورتی و حسن نمائی کو ایسا مسخ و خراب کر دیا کہ آج پیارے رسول کے لائے ہوئے دین و شریعت کو پہچاننا مشکل و دشوار ہو رہا ہے اور آج علمائے حق کو سنت کو بدعت سے ضلالت کو ہدایت سے شرک کو توحید سے علاحدہ کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔

پھر اس پر یہ طرفہ تماشہ دیکھیے:

اور پھر اس پر طرفہ تماشہ یہ دیکھیے کہ بریلی کے یہی بڑے خان صاحب بہادر اور ان کے شکمی و غیر شکمی اولادوں، مریدوں، شاگردوں نے خوفِ خدا اور مواخذۂ آخرت سے بے پروا ہو کر اپنے عالمانہ داؤ و پیچ اور زاہدانہ اتار چڑھاؤ، متقیانہ کرامتوں سے ان تمام بدعات و رسمیات صرف ان کی کتابوں سے ظاہر و ثابت ہیں۔ اجر و ثواب، کتاب و سنت کی جعلی مہر اور بناوٹی چھاپ لگا کر ''داخل حسنات'' اور مستحق اجر و ثواب بنا دیا۔ سو اس کے بعد ان رواج پسند، قبر پرست ان پڑھ جاہل مسلمانوں کی خوشی و مسرت کا کیا کہنا جو مبتلا، بدعت و ضلالت تھے۔ ان کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ حاصل ہو گئی۔ اس لیے کہ ان کے لیے اپنی ''رند مشربی'' کے ساتھ ہی ساتھ حصول جنت کا استحقاق بھی ہو گیا اور وہ لوگ ''رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی'' کے مصداق بن کر ہر قسم کی بدعات و رسمیات کو برملا اور علی الاعلان بلا روک ٹوک و جھجک کے استعمال کرنے لگے۔ اس لیے کہ رضا خانیت کے اعلیٰ حضرت اور دیگر اس نئے مذہب کے کاج کرتاؤں نے اپنی عالمانہ شکتی سے بدعات و رسمیات،

خرافات وضلالت پرعمل کرنے والوں کوخوش نودیٔ خدااور رسول کا زرین سرٹیفکیٹ عطا فرما کران کے لیےتوبہ وانابت کا دروازہ بند کردیا ہےاوراس کے ساتھ اس احساس کا بھی خاتمہ کردیا کہ وہ کوئی گناہ کا کام نہیں کرر ہے ہیں۔ پھرلامحالہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبر پرست، بدعت پسند مسلمانوں کا ایک جم غفیر وسواداعظم کی بہت بڑی اکثریت رضا خانیت کے اعلیٰ حضرت کے گرد و پیش جمع ہوگئی اور اس نے اعلیٰ حضرت کے سر پر امامت کبریٰ کی پگڑی باندھ دی اور مجدد ملت کی صدری زیب تن کردی۔ تو کیا کہنا کہ ان بے پر کی اڑانے والے مریدوں نے خان صاحب بریلوی کے گرد و پیش، آگے پیچھے امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ اور دیگر بے مثل و بے نظیر و معجز القاب وآداب کا ڈھیر لگادیا گیا ۔

حسیں ہو، مہ جبیں ہو، دل نشیں ہو
سبھی کچھ ہو مگر کچھ بھی نہیں ہو

حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں گستاخی

احمد رضا خان صاحب کی شاعری کا ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمایے۔

ان کی نبوت، ان کی ابوت ہے سب کو عام
ام البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

(حدائق بخشش: ج ا، ص ۸)

اب حاشیہ نگار کی تشریح ملاحظہ فرمایے، لکھتے ہیں:

آدم علیہ السلام جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتے تو یوں کہتے:

''اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ''

۔۔الخ

ان اشعار کا مطلب ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح سب کے نبی ہیں اسی طرح سب کے باپ بھی ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت حوا جو تمام انسانوں کی ماں (ام البشر) ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت آدم کی بیوی یعنی آپ کی بہو ہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

لعنت ہے بریلوی مذہب پر اور اس حاشیہ نگار پر، جس نے اپنے پیرومرشد کی اس بے ہودگی کو چھپانے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کی جانب ایک جھوٹا قول منسوب کیا۔ **یہ حضرت آدم علیہ السلام پر بہتان عظیم ہے۔ کسی مستند کتاب میں یہ قول موجود نہیں۔**

باب ۲

خان صاحب بریلوی کا

رضا خانیوں کے بخشے ہوئے القاب وآداب پر بلا شرکتِ غیرے قبضہ ودخل

خان صاحب بریلوی نے دیکھا کہ میرے مریدوں اور عقیدت مندوں نے بلا سوچے سمجھے اور جانے بوجھے نہایت سادگی سے مجھ کو القاب وآداب کے بڑے بڑے ٹوکروں میں بٹھا دیا تو آپ مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے اور خفیہ طور پر یہ ارادہ ظاہر کیا اور تمنائے دیرینہ کو مریدوں کے کان میں کہا کہ اے کاش! ان القاب وآداب پر میرا بلا شرکتِ غیرے قبضہ ودخل ہوتا تو کچھ اور بات ہوتی۔ چناں چہ ان کے ظاہری وباطنی خصوصیات کے مظہرِ کامل مولوی حشمت علی آں جہانی نے اپنے اعلیٰ حضرت کی پوشیدہ تمنا کو بھانپ لیا اور انھوں نے بہ ذات خود ان القاب وآداب پر اپنے حضرت کو قبضہ ودخل دلا کر اس کی رجسٹری کردی اور اس کی رسید اپنے معزز پیٹ کی تجوری کے دراز خاص میں بند کردی۔ اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بہ ذاتِ خود امام اہلِ سنت مجدد ملت وغیرہ جیسے معزز القاب وآداب کو اپنے لیے استعمال کرے، یا کوئی دوسرا شخص کسی کے حق میں استعمال کرے۔

اعلیٰ حضرت اور امام اہلِ سنت لقب پر غیظ وغضب:

چناں چہ یہ واقعہ ہے کہ ۱۳۶۴ھ میں اس فرقے کے دور رضا خانیوں نے اپنی جماعت کے مولوی نعیم الدین مرادآبادی کے لیے جو اس جماعت میں ''صدرالافاضل'' کے لقب ونام سے مشہور ہیں، خان صاحب بریلوی کے مملوکہ ومقبوضہ القاب وآداب میں سے صرف دو اعلیٰ حضرت اور امام اہل سنت ہی استعمال کیے تھے، جس کو دیکھ کر

مولوی حشمت علی آں جہانی آپے سے باہر ہو گئے۔غیظ وغضب سے بھرپور ہو کر ان دونوں رضا خانیوں پر بے بہا ؤ برس پڑے، جس کی چند بوندیں پیشِ قارئین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

> ''اس دور آزادی میں ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس بزرگ کا وہ عقیدت مند ہے اس کو جس قدر چاہے جھوٹی سچی تعریفوں کے گیت گا سکتا ہے۔اس کو صرف اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت ہی نہیں بلکہ امام اعظم، غوث اعظم، مجدد اعظم بھی بنا سکتا ہے۔واقعیت اور غیر واقعیت کا پوچھنے ہی والا کون ہے؟'' (ستر باادب سوالات:ص۱۰۰)

اسی طرح آج کل اس دور آزادی میں رضا خانی حضرات بھی اپنے پیر و مرشد مولوی احمد رضا خان صاحب بہ القابہ جن کے وہ ضرورت سے زیادہ معتقد ہیں وہ بھی جس طرح جس قدر چاہتے ہیں جھوٹی و سچی تعریفوں کے گیت خواہ گاجے باجے سرِتال کے ساتھ ہو یا بلا اس کے گا رہے ہیں۔سو اس دور آزادی میں واقعیت اور غیر واقعیت کا پوچھنے والا کون ہے اور کس کے منہ میں زبان ہے جو یہ دریافت کر سکے کہ یہ مبالغہ آمیز اندھی تعریفیں اور یہ غیر معقول و غیر مناسب طویل و عریض القاب و آداب صحیح ہیں یا غلط، جھوٹ ہیں یا سچ؟

باب ④

اعلیٰ حضرت بریلوی کے متکبرانہ دعوے
کا آتشیں شرارہ

ایسی طویل الالقاب وسیع المناقب نادر الوجود بے نظیر کمالات وخصوصیات کے مالک وموصوف ہستی اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعریف وثنا اور صفت وتعارف میں میری تو مجال نہیں ہے کہ لب کشائی کرسکوں، البتہ خود اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی زبان سے جو کچھ اپنی تعریف وتوصیف بیان کی ہے، اپنے منہ سے میاں مٹھو بنے ہیں اور خودستائی فرمائی ہے، اس میں کبر وغرور کے آتشیں شرارے بھرے ہوئے ہیں۔ اس میں سے بہ طور نمونہ کچھ پیش کر رہا ہوں تاکہ وقت ضرورت کام آئے اور سندرہے۔ اگرچہ یہ خودستائی اور میاں مٹھو بننے والی کہانی خود ان کے نزدیک بھی جایز نہیں، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

''خودستائی جایز نہیں۔'' (ملفوظات: ج۱،ص۱۰۰)

لیکن وہ اپنی ضدی طبیعت اور پٹھانی عادت سے مجبور تھے، اس لیے وہ اس ناجایز کام کو بھی جان بوجھ کر کر بیٹھے۔ ان میں یہ عادت خاص تھی کہ جس کام کے کرنے کا ارادہ کرلیا خواہ وہ جایز ہو یا ناجایز، حرام ہو یا حلال، مناسب ہو یا نامناسب اس کو وہ ضرور کرتے تھے۔ چاہے ان کا یہ عمل قرآن وحدیث کے مخالف ہو تو ہوا کرے۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ اپنا اُلو سیدھا ہونا چاہیے اور بس۔

سنتیں اور نوافل معاف:

دیکھیے آپ یہ کہتے ہیں کہ خودستائی جایز نہیں۔ اس کے باوجود بھی اپنی شان عالی کی تعریف وتوصیف میں اس طرح سے رطب اللسان ہیں کہ میں ایسی حالت

خاص میں ہوں جس کو فقہائے کرام نے دیکھ کر میرے لیے تمام سنتیں خواہ ضروری ہوں یا غیر ضروری، مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ، واجب ہوں یا مستحب سب معاف کردی ہیں لیکن الحمدللہ سنن مؤکدہ یعنی ضروری سنتیں تو میں نے نہیں چھوڑیں، اگرچہ وہ بھی معاف تھیں مگر نفل اسی روز سے چھوڑ دیے ہیں۔ دیکھیے وہ لکھتے ہیں کہ

"بحمدہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں [illegible] ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن [illegible]
نفل [illegible] چھوڑ دیے [illegible]۔"

(ملفوظات اعلیٰ حضرت: ج ۴، ص ۵۰)

خاں صاحب کی جرأت رندانہ اور باغیانہ کردار:

آج تک یہ راز پوشیدہ ہی رہا کہ آخر اعلیٰ حضرت بریلوی کی وہ کون سی "حالتِ خاص" تھی کہ جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب و ضروری سنتوں کا اور پسندیدہ نفلوں کا گذر نہیں ہوسکا؟ اور اگر گذر ہوا بھی تو ان کے چند گم نام فقہائے کرام نے یہ ستم ڈھایا کہ ان سنتوں کو آپ کے زیب عمل بننے سے روک دیا؟ مگر یہ تو حضرت بریلوی کی بے باکانہ جرأتِ رندانہ تھی کہ انھوں نے باغیانہ انداز میں اپنے فقہائے کرام کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اے فقہائے کرام! اگرچہ آپ نے ازراہِ کرم و مہربانی میری حالتِ خاص کے پیش نظر ضروری و مؤکدہ سنتوں کی معافی دے کر اس کی ادائیگی سے نجات و چھٹکارا دے دیا ہے، مگر میں آپ کی اس معاف کردہ حکم کو پائے استحقار سے ٹھکراتا ہوا انکار کرتا ہوں اور آپ کے علی الرغم ضروری سنتوں کو ضرور پڑھوں گا اور پڑھتا رہوں گا، لیکن آپ کے حکم معافی کی رعایت و تعظیم کرتے ہوئے اس بات کا ضرور اعلان کرتا ہوں کہ اسی روز سے نفل چھوڑ دیے اور تاحیات میں ان کو نہیں پڑھوں گا، تاکہ نہ تو آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہوسکے اور نہ دل شکنی، اور اپنی عادت کے مطابق خدا بھی خوش رہے اور بت بھی رضامند، پر عمل کرتا رہوں گا۔

رضا خانیوں سے ایک لا جواب سوال:

چوں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی اس حالتِ خاص اور ان فقہائے کرام کو بھی جنھوں نے چپکے چپکے پردے پردے میں آپ کی اس حالتِ خاص کو دیکھ کر واجب وضروری سنتوں کی معافی کی جعلی پرمٹ دیدی ہے، گمنامی ذو پوشیدگی کے پردے میں کسی مصلحت سے چھپا رکھا ہے، اس لیے رضا خانیوں سے ایک لا جواب سوال کرتا ہوں کہ براہ کرم ومہربانی اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے اس "حالتِ خاص" اور ان کے پیش کردہ وہ فقہائے کرام کی پوشیدگی خود دور کر کے ان کو منظر عام پر لا ئیے بلکہ انگلی رکھ کر بتلائیے کہ اعلیٰ حضرت کی "حالتِ خاص" یہ ہے اور فقہائے کرام یہ ہیں۔ تاکہ نقد وتبصرے کی گنجائش نکل سکے اور اعلیٰ حضرت کی اس خودستائی کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے کہ یہ جھوٹ ہے کہ سچ؟ صحیح ہے یا غلط؟

اعلیٰ حضرت بریلوی اپنی اس حالتِ خاص میں کیوں منفرد اور الگ ہیں؟

اس کے علاوہ ذرا سوچ وسمجھ کر یہ بھی بتلائیے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی اپنی اس حالتِ خاص میں کیوں منفرد اور الگ ہیں کیا حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے عظام، آئمۂ کرام رحمہم اللہ میں سے کسی بھی صحابی یا ولی یا غوث یا قطب یا امام یا دیگر عام متقی یا پرہیزگار مسلمانوں میں سے کسی کو ایسی حالتِ خاص پیش آئی جس کی وجہ سے فقہائے کرام نے ان کے لیے واجب وضروری سنتوں کو بھی معاف کر دیا ہو؟ تو اس کی ایک فہرست بہ حوالۂ کتب مرتب کر کے شائع کر دی جائے، تاکہ دنیائے اسلام کے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی اس حالتِ خاص میں منفرد اور اکیلے نہیں ہیں، بلکہ آپ کے علاوہ بہت سے بزرگان دین ومشائخ کرام بھی اس حالتِ خاص ومقام بلند پر فائز رہ چکے ہیں۔

لیکن یہ سب کو معلوم ہے کہ کسی ولی، کسی بزرگ، کسی غوث وقطب متقی مسلمان کو یہ حالتِ خاص نہیں پیش آئی تو پھر یہ سوال ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی میں کون سا

سرخاب کا پر لگ گیا کہ سب سے الگ ہو کر یہ خاص حالت آپ پر کہاں سے پھٹ پڑی اور کیوں اور کیسے پیدا ہوئی ہے؟ اور اگر پیدا ہوئی تھی تو اس کو آخر خان صاحب بریلوی نے کیوں چھپایا اور کیسے اس کو پردے میں رکھا؟ اور اس پر پردہ داری کیوں کی؟ کچھ وجہ تو ضرور ہوگی؟ لیکن افسوس کہ آج تک رضاخانیت کے کسی حلقہ بہ گوش سورما کو یہ ہمت و جرأت نہ ہوسکی کہ اس پر سے پردہ اٹھائے اور اگر اس پر سے پردہ اٹھانے کو ہمت و جرأت نہیں تھی تو پھر اس پردہ داری کی وجہ وسبب بیان کرتے، مگر یہ دونوں باتیں رضاخانیت کے چوکیداروں کے احاطۂ قدرت سے باہر ہیں، تو لامحالہ عام مسلمان اس بات کے سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ سب کچھ خان صاحب بریلوی کا ڈھکوسلہ اور دھوکہ وفریب کا جال ہے، جو کہ جاہل مریدوں کے پھنسانے کے لیے پھینکا گیا ہے۔

اپنے منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

خان صاحب بریلوی کا نوافل کا چھوڑنا تقرب الٰہی وسنت رسول سے انکار ہے:

اگرچہ احقر راقم الحروف اس سلسلے میں اپنی دو کتابوں میں ''اعلیٰ حضرت بریلوی کا حقہ شریف'' و ''اعلیٰ حضرت بریلوی کا تعارف نامہ'' پر مفصل نقد وتبصرہ کر چکا ہے۔ قارئین ان کتابوں میں دیکھ سکتے ہیں، لیکن اس جگہ اتنا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خان صاحب بریلوی کا دیدہ ودانستہ جان بوجھ کر نفلوں کے چھوڑنے کا اعلان کرنا درحقیقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے انکار کرنا اور تقرب الٰہی سے کنارہ کشی و بے زاری کا اعلان کرنا ہے۔ اس لیے کہ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ نوافل تقرب الٰہی کا ایک مؤثر ومفید ذریعہ ہے۔ کیوں کہ اسلام میں جس قدر بزرگانِ دین و مشائخ کرام وآئمہ عظام علیہم الرحمہ گذرے ہیں یا جو آج صفحۂ ہستی پر موجود ہیں وہ

سب فرایض اور واجبات کی ادائیگی کے بعد مسنون سنتوں اور نفلوں میں اپنا بیشتر وقت صرف کرتے تھے، بلکہ اپنی طاقت و وسعت سے زیادہ اس کی ادائیگی میں محنت و مشقت کو برداشت کرتے رہتے تھے، اس لیے کہ ان کو اس بات کا یقین تھا کہ یہ نوافل تقرب الٰہی و رضائے الٰہی کے ذاریع ہیں اس کے حصول کے زیادہ شیدائی تھے، اس لیے آپ نوافل و مستحبات کی ادائیگی میں اپنی استطاعت سے زیادہ حصہ لیتے تھے اور اس کی ادائیگی میں زیادہ سے زیادہ محنت و مشقت اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پائے مبارک میں ورم ہو جایا کرتا تھا۔ جیسا کہ خود یہی اعلیٰ حضرت کہتے ہیں کہ

''حضور نماز (سنن و نوافل) کی کثرت فرماتے، یہاں تک کہ پائے مبارک سوج جاتے۔ صحابۂ کرامؓ عرض کرتے: حضور! اس قدر تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں؟ مولیٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے فرماتے ہیں: اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا.
تو کیا میں کامل شکر گذار بندہ نہ بنوں؟''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ج ۲، ص ۸۶)

اسی وجہ سے تمام حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان، آئمۂ عظام، اولیائے اللہ و بزرگان دین و مشایخ علیہم الرحمہ اس سنت نبوی کی پیروی و تابع داری میں نوافل کی ادائیگی میں اپنی استطاعت و طاقت کے مطابق بلکہ زیادہ بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لیتے تھے اور کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے، تا کہ ایک طرف تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سنت کا فیضان حاصل ہو تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا قرب و رضا کے حصول سے اس کے محبوب و مقبول بندوں میں شامل کر لیا جائے، لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی کی ایک منفرد شخصیت ہے جو اپنے فضایل و مناقب اور القاب و آداب کے جھولے میں جھولتے ہوئے عشقِ رسول، محبتِ رسول، اتباعِ رسول کے تنہا دعوے دار ہونے کے باوجود ان کی دینی و عملی کیفیت یہ ہے کہ اپنی ایک مجہول خاص حالت کا بہانہ بنا کر اور چند فقہائے کرام کا گم نام حوالہ دے کر بڑی ڈھٹائی و بے باکی سے یہ اعلان

کرتے ہیں کہ میں نے اسی روز سے نوافل چھوڑ دیے ہیں۔ تو کیا ان کا یہ مخالفانہ طریقہ ان کے عشقِ رسول، محبتِ رسول، اتباعِ رسول کے پرزور دعویٰ کا بھانڈا پھوڑ نہیں دیتا؟ اور کیا قربِ الٰہی و رضائے الٰہی سے دیدہ و دانستہ اور جان بوجھ کر کنارہ کشی و بیزاری کا نفرت انگیز اعلان نہیں ہے؟ اور پھر ان کے اس ایمان سوز اعلان کے باوجود اتباعِ رسول اور عشقِ رسول کا بلکہ اسلام اور اعلان کے دعوے کرنا چوری و سینہ زوری کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

تو اسی بات پہ مرتے ہیں کرو تو زندہ
تم کو دعویٰ ہے بہت کچھ مسیحائی کا

اعلیٰ حضرت بریلوی نے نوافل کیوں چھوڑیں:-

اگرچہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی خاص حالت کا بہانہ بنا کر (جس کو انھوں نے کسی وجہ سے ظاہر نہیں کیا) اپنے گم نام ولا پتا فقہائے کرام سے تمام سنتوں، واجبہ ہوں یا غیر واجبہ کی معافی کی سند حاصل کر لی ہے، لیکن جہاں تک معافی کا تعلق ہے اس میں سنن واجبہ و مستحبہ دونوں برابر ہیں، یعنی جس طرح سنن واجبہ ان کے حق میں معاف ہیں اسی طرح سنن مستحبہ بھی ہیں تو جب یہ دونوں سنتیں خواہ واجبہ ہوں یا مستحبہ معاف ہونے میں برابری کا درجہ رکھتی ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ آخر کیوں اعلیٰ حضرت نے ان دونوں معاف کردہ سنتوں میں تفریق کی کہ ایک معاف شدہ کو تو اپنے عمل کا زینت بنایا اور اس کو کبھی نہیں چھوڑا؟ اور دوسری سنت مبارکہ کو نفرت و حقارت سے ٹھکراتے ہوئے ہمیشہ کے لیے "چھوڑ دیے" کا اعلان کیا؟ اور کبھی اس کو نہیں پڑھا۔ آخر اس تفریق و ترجیح کی کوئی وجہ ضرور ہوگی لیکن افسوس کہ حضرت خان صاحب نے جس پوشیدہ مقام پر اپنی خاص حالت اور لاپتا گم نام فقہائے کرام کو چھپایا تھا، اسی مقام پر اس وجہ تفریق کو بھی سجا کر چھپا دیا۔ پھر ان کے اعزہ و اقربا بلکہ مریدوں اور معتقدوں کے سوادِ اعظم میں سے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ خان صاحب نے اس

پوشیدہ مقام کا نشان وٹھکانا پوچھ لیتے، تاکہ معاملہ کھل کر سامنے آجاتا، مگر ایسا نہیں ہوا۔ شاید اسی لیے کہ

وابستہ میری ذات سے کچھ تلخیاں بھی تھیں
اچھا ہوا جو مجھ کو فراموش کردیا

کیا نوافل قرب ورضائے الٰہی کا ذریعہ ہیں؟

چوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی استطاعت سے زیادہ نوافل پڑھا کرتے تھے اور اس کی ادائیگی میں مشقت وتکلیف اٹھایا کرتے تھے، اس لیے آپ کی پیروی وتابع داری میں تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور آئمۂ عظام، بزرگان دین، مشائخ اسلام اور علمائے حق رحمہم اللہ نوافل کی ادائیگی میں بیش از بیش حصہ لیتے رہے اور کثرت سے نوافل پڑھتے تھے، تاکہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا وخوش نودی حاصل ہوجائے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنے محبوب ومقبول بندوں میں بھی شامل کرلیں۔

چناں چہ مولوی امجد علی صاحب گھوسوی اپنی کتاب بہار شریعت: ج ۴ ص ۷ میں فرایض ونوافل کے فضایل میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ

"اور میرا بندہ کسی شے سے اس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرایض سے ہوتا ہے، اور نوافل کے ذریعے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو اسے پناہ دوں گا۔"

جب کہ حدیث مذکور سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مسلمان بندہ نوافل کے ذریعے قرب خداوندی اور رضائے الٰہی حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ایسا محبوب ومقبول بندہ بن جاتا ہے کہ وہ جو بھی سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے اور جس طرح پناہ مانگتا ہے اس کو پناہ دی جاتی ہے۔ ان حالات میں اعلیٰ حضرت بریلوی کا اپنے القاب و

آداب اور فضایل و مکارم کے بے شمار چھوٹے اور بڑے انبار، ڈھیر کیے ہوئے تاحیات نوافل کے چھوڑ دینے کا نفرت انگیز و متکبرانہ انداز میں اعلان کرنا قرب خداوندی و رضائے الٰہی سے بے زاری اور محبوبیت ربانی و مقبولیت رحمانی سے جان بوجھ کر صراحتاً انکار کر کے اپنی حرماں نصیبی و بے ایمانی پر مہر لگا دینا ہے۔ اگرچہ ان کے گم نام فقہائے کرام نے ہر قسم کی سنتوں کو ان کے حق میں معاف کر دیا تھا، لیکن ان کے زہد و تقویٰ و دیگر علمی و رسمی فضایل و مناقب کا یہی تقاضا تھا کہ وہ بہ رضا و رغبت سنن واجبہ کی طرح سنن مستحبہ یعنی نوافل کثرت سے ادا کرتے، بلکہ اس کی ادائیگی میں محنت و مشقت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حصہ لیتے، تاکہ حسب فرمانِ رسول ان کو بھی خدا تعالی کا قرب و رضا حاصل ہوتا، وہ بھی خدا کے محبوب و مقبول بندوں میں شامل کر لیے جاتے اور اتباعِ رسول کے فیضان سے وہ بھی مالا مال ہو جاتے، لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی کی کتنی بڑی حرمان نصیبی ہے کہ انھوں نے نوافل کے ذریعے قرب خداوندی اور رضائے الٰہی کی بیش بہا دولت سامنے ہوتے ہوئے اس کو ٹھکرا دیا، جس کا کھلا ہو نتیجہ قارئین کرام کے سامنے ہے کہ آج یہ فرقہ مع اپنے آقا ولی نعمت کے دین اسلام کی ہر قسم کی خدمات سے محروم کر کے صرف تکفیر و تفسیق، لعن طعن، گالی گلوچ میں مبتلا کر دیا گیا اور آج اس فرقے کا کسی مہذب و معزز، دانش مند اور عقل مند طبقے میں شمار نہیں ہوتا، بلکہ در در کی رسوائی اور گھر گھر کی بدنامی ہو رہی ہے جو آخرت کی رسوا کن سزا کی نشان دہی کر رہی ہے ؎

رنگ جب محشر میں لائے گا تو اڑ جائے گا رنگ
یوں نہ کہیے سرخی خون شہیداں کچھ نہیں

باب ④

خان صاحب بریلوی کی خودستائی
کا دوسرا متکبرانہ دعویٰ اور اس کا آتشیں شیرازہ

حباب بحر کو دیکھو کہ کیسا سر اٹھاتا ہے
تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

کہا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی زندگی میں چھوٹی بڑی کئی سو کتابیں لکھیں، مگر ان میں ''فتاویٰ رضویہ'' کو اس جماعت میں بڑی عظمت و اہمیت حاصل ہے۔ جس کا تقاضا یہ تھا کہ وہ بار بار شائع ہوتا تاکہ رضا خانیوں کو فایدہ پہنچتا اور اس کی اہمیت وعظمت کا سکہ جماعت و افراد دونوں میں بیٹھ جاتا۔ مگر جماعت کی خوش قسمتی اور کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کی قدر دانی ملاحظہ کیجیے کہ وہ کتاب بے چاری ایک مرتبہ چھپنے کے بعد ایسا چھپی کہ لوگوں کی نگاہیں اس کی صورت دیکھنے کے لیے ترس رہی ہیں۔

خان صاحب بریلوی کی دوسری تصنیفات کا بھی یہی حال ہے کہ ایک بار کسی مرید نے رقم کثیر دے کر اس کو چھاپ دیا، پھر اس کے بعد کیا مجال ہے وہ دوبارہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوکر اپنے فیضان سے لوگوں کو سرفراز کرسکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں کوئی افادی حیثیت نہیں ہوتی، اس لیے عوام وخواص اور اپنے وبے گانے کوئی بھی اس کو ہاتھوں ہاتھ نہیں لیتے۔ اس لیے وہ کتابیں اپنی عزت وآبرو اسی میں سمجھتی ہیں کہ وہ گوشہ نشین ہوکر چھپی رہیں، ورنہ اگر وہ دوبارہ چھپ کر منصۂ شہود پر آکر جلوہ گر ہوئی تو دوستوں کی چھیڑ چھاڑ اور طعنہ آمیز آوازوں سے ان کی عزت وآبرو کی کرکری ہوجاتی۔ اس لیے ان کتابوں کے لیے یہی بہتر تھا کہ گوشۂ عافیت میں محفوظ و مستور رہیں۔

فتاویٰ رضویہ میں پہلی ٹھوکر:

حضور علیہ السلام سے بھی بڑھ کر اعلیٰ حضرت:

خاں چہ خان صاحب بریلوی کی مایۂ ناز و باعث فخر ومباہات کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کے ساتھ اپنوں و بے گانوں نے یہی حسنِ سلوک کیا اور اس کو دوبارہ اشاعت کا موقع نہیں دیا۔ سو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی مایۂ ناز کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کے دیباچہ وخطبے میں جو مبالغہ آمیز تعریف وتوصیف کی ہے وہ حد درجے مبالغہ آمیز، غیر معقول اور غیر مناسب بلکہ توہین آمیز ہے۔ اس لیے کہ آپ فرماتے ہیں کہ فتاویٰ رضویہ میں جو مسایل ومضامین درج ہیں وہ ایسی نفیس دلہنوں کے مانند ہیں جن کو مجھ سے پہلے نہ تو کسی جن نے ان کو استعمال کیا اور نہ کسی انسان نے۔ وہ بالکل اچھوتے ونرالے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

تجد فیھا عرائس نفائس کانھن الیاقوت و مرجان
لم یطمثھن قبلی انس ولا جان......''

(فتاویٰ رضویہ: ج۱، ص۳ (خطبہ)

''(وہ مضامین و مسایل) نفیس دلہنوں کے [illegible] ہیں گویا وہ یاقوت
مرجان ہیں اور [illegible] پہلے [illegible] کسی جن نے ایسے
مسایل ومضامین [illegible] وہ بالکل [illegible] نرالے ہیں۔''

اعلیٰ حضرت بریلوی صاحب نے اپنی اس کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کے مضامین و مسایل کو ایسے اچھوتے ونرالے انداز میں بیان کیے ہیں کہ ان سے پہلے جتنے آئمۂ مجتہدین ومتکلمین، فقہائے کرام، دنیائے اسلام کی مصنفین، بلکہ تابعین وتبع تابعین، حتیٰ کہ حضرت صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور خود حضور مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تحقیقات کی ہوا بھی نہیں لگی۔ معاذ اللہ!

اس طرح سے اعلیٰ حضرت نے اپنے آپ کو دنیائے اسلام کے ہر صحابی، ہر تابعین، ہر امام، ہر مجتہد، ہر فقیہہ بلکہ ہر دینی مصنف پر اپنی فوقیت و برتری اور بلندی

ظاہر کر کے ان سب کی توہین و تذلیل کی ہے۔اور یہ تعریف وصفت جوانھوں نے اپنی کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کی بیان کی ہے دراصل کلام اللہ قرآن مجید کی ہو سکتی ہے، بلکہ باقی کسی کتاب، کسی رسالے کسی مضمون کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ اس میں جو مضامین لکھے گئے ہیں وہ اس قدر اچھوتے، نرالے، بے مثل و بے نظیر ہیں کہ جب سے دنیا بنی ہے اس وقت سے آج تک نہ تو انسان و جنات میں سے کسی امام، فقیہہ، مجتہد کو اس کی ہوا لگی بلکہ معاذ اللہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان یہاں تک کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان مضامین کے بیان سے عاجز و مجبور رہے ہیں۔

یہ تو حضرت خان صاحب بریلوی کا اپنی ''خودستائی'' اور ''اپنے منہ میاں مٹھو'' بننے کا متکبرانہ و آتشین دعویٰ تھا، جس نے تمام اماموں، مجتہدوں، فقیہوں، بزرگوں کے دامن عزت کو تار تار کر ڈالا۔جس کسی انسان کے پاس علم وخرد کی کچھ بھی روشنی ہوگی وہ خان صاحب کے اس متکبرانہ دعوے پر ذلت و رسوائی کی خاک ڈال کر اس کو کبر و غرور کے گڑھے میں دفن کر دے گا۔

جہالت کی مدح سرائی:

جناب خان صاحب بریلوی کے دس متکبرانہ وگستاخانہ دعووں کی رضا خانی حلقے میں مذمت تو کیا ہوتی بلکہ اس کی مدح سرائی کی جارہی ہے۔جیسا کہ ان کے ایک خاص وفادار مرید مولوی امجد علی صاحب گھوسوی اپنی کتاب بہار شریعت کے جلد دوم، صفحہ ۵ پر ''فتاویٰ رضویہ'' کی تعریف وتوصیف اس طرح کرتے ہیں کہ

> ''کسی صاحب کو دلائل کا شوق ہو تو فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کریں کہ اس میں ہر مسئلے کی تحقیق کی گئی ہے، جس کی نظیر دنیا میں موجود نہیں اور اس میں ہزار ہا ایسے مسائل ملیں گے جن سے علماء کے کان آشنا نہیں۔''

(جل جلالہٗ) مولوی امجد علی صاحب نے بھی اپنے پیر و مرشد مولوی احمد رضا خان صاحب کے مذکورہ بالا کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کے سلسلے میں جو متکبرانہ اور

مغرورانہ دعویٰ کیا تھا اس کی ہم نوائی کرتے ہوئے کس تعلّی (شیخی) آمیز اور مبالغہ خیز کردار کبر و غرور سے بھرے ہوئے انداز میں فرماتے ہیں کہ

"فتاویٰ رضویہ شریف جس کی نظیر دنیا میں موجود نہیں اور اس میں ایسے نادر الوجود و نایاب مسایل ملیں گے جن سے علما کے کان آشنا نہیں۔"

خان صاحب اور گھوسوی صاحب کی ڈھٹائی:

اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید کی بابت یہ اعلان کیا کہ وہ ایسا کلام ہے جس کی نظیر دنیا میں نہ موجود ہے اور نہ موجود ہو سکتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا منکرین قرآن مجید کو چیلنج در چیلنج اور تحدی پہ تحدی کی کہ اگر تم میں اور تمہارے مددگاروں میں کچھ بھی ہمت نہیں، اور طاقت ہو تو قرآن مجید جیسی دس آیتیں یا ایک آیت ہی بنا کر لاؤ اور دکھلاؤ، لیکن ساری دنیا کے منکرین قرآن اس کی بے نظیری کے پیش نظر اس کی نظیر مثل لانے سے عاجز و مجبور تھے اور ہیں اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت عاجز رہیں گے، لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی اور ان کے مرید خاص گھوسوی صاحب کی بے باکی کی ڈھٹائی دیکھیے کہ یہ لوگ قرآن مجید کے مقابلے میں یہ متکبرانہ دعویٰ، مغرورانہ اعلان کرتے ہیں کہ صرف قرآن مجید ہی بے نظیر و بے مثل نہیں بلکہ میری کتاب "فتاویٰ رضویہ" بھی ایسی کتاب ہے جس کی نظیر دنیا لانے سے عاجز و مجبور ہے۔ اس صورت میں ان دونوں حضرات نے قرآن مجید کی بے نظیری و بے مثالی سے انکار کرتے ہوئے اس کے مقابلے میں صرف اپنی کتاب "فتاوی رضویہ" کو ہی بے نظیر و بے مثل مانا، یعنی اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو بے نظیر قرار دیا تو دوسری طرف اعلیٰ حضرت نے اس کے مقابلے میں اپنی کتاب "فتاویٰ رضویہ" کو بھی بے نظیر و بے مثال قرار دیا کہ اس کی مثل و نظیر لانے سے دنیا عاجز و مجبور ہے۔

یا پھر اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق

اب تک قرآن مجید کو بے نظیر و مثال مانتے چلے آئے ہو، سو یہ غلط و جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ اب وہ کلام الٰہی قرآن مجید بے نظیر و بے مثال نہیں رہا، بلکہ اس کی جگہ ہمارے اعلیٰ حضرت کی کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' ایسی بے نظیر و بے مثال ہے جس کی نظیر دنیا بہ ہزار چیلنج و تحدی نہیں لاسکتی۔

خان صاحب کا کفر اور دنیا میں اس کی سزا:

ان دو صورتوں میں رضا خانیت کے ان دونوں معماروں نے قرآن مجید کی بے نظیری سے انکار کر کے کفر و ارتداد کا ارتکاب کیا، جس کی سزا آخرت میں ان کو اور ان کی گم راہ جماعت کو جو کچھ ملے گی وہ تو اللہ تعالیٰ کے حوالگی و سپردگی میں ہے، مگر دنیا میں تو اس فرقے کو یہ سزا مل رہی ہے کہ ان کو دین اسلام کی تبلیغی و تصنیفی، اشاعتی، معاشرتی، اصلاحی اثباتی خدمات سے محروم کر کے اس کی ترقی کو روک دیا گیا ہے اور یوں یہ جماعت روز بہ روز زوال پذیر اور گھٹتی چلی جارہی ہے۔

مولوی حسین رضا کا اعترافِ حق:

جیسا کہ اس گھر کے ایک بھیدی صاف صاف اس کا اقرار کرتے ہوئے اپنے لنکا کو ڈھا رہے ہیں۔ یہ دیکھیے وہ لکھتے ہیں:

> ''اہل سنت و جماعت (یعنی رضا خانیوں کا) کوئی نظم ہی نہیں ہے کہ وہ تبلیغی خدمت انجام دے، لیکن ان میں بھی اکثریت کا کردار شرع مطہرہ کے خلاف ہی ہے۔ ان کا حس ہی باطل ہو چکا ہے۔ وہ اسلام سے نہ واقف ہونے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ وہ اگر کسی پر اسلام پیش کریں تو کس منہ سے کریں؟ وہ خود ہی اسلام سے ناواقف ہیں اور جو دین سے واقف ہیں وہ اپنی اکثریت پر پھولے بیٹھے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ سب جماعتیں تمھیں میں سے بن رہی ہیں۔ تمھیں میں سے لوگ چھٹ چھٹ کر ان

میں شامل ہو رہے ہیں۔ تمہاری تعداد روز بہ روز گھٹ رہی ہے۔"

(اسباب زوال، ص ۴۴)

یہ مولوی حسین رضا خان صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی کے سگے بھتیجے ہیں اور یہ اپنے چچا خان صاحب کے بہت ہی پیارے اور دُلارے ہیں۔ آپ ہی خان صاحب یعنی اپنے چچا کی کئی کتابوں کے ناشر و مرتب بھی ہیں۔ اس لیے اس رضا خانی فرقے کے زوال پذیر اور روز بہ روز گھٹنے کی شہادت قابل اعتبار و لائق اعتماد ہے۔ سچ ہے ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

باب ⑤

فتاویٰ رضویہ کی چند بے نظیر اور موٹی غلطیاں

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

جناب خان صاحب بریلوی نے اپنی کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کے مندرجہ مسایل ومضامین کی تعریف وتوصیف میں جو متکبرانہ دعویٰ اور تعلّی آمیز شرارہ جلایا ہے وہ سراسر جھوٹ اور دروغ بلکہ گستاخی اور توہین رسول پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ اس میں ایسی ایسی پھوہڑ غلطیاں، جھوٹے مسایل اور خطرناک اتہامات، ناپاک وخرافات مندرج ہیں جن کی کوئی نظیر اگلے وپچھلے مصنفوں، فقیہوں، مجتہدوں، اماموں کی فقہی تصنیفات میں نہیں، بلکہ وہ غلطیاں بھی ایسی اچھوتی ونرالی ہیں جن کو آج تک نہ کسی انسان نے استعمال کیا اور نہ جن نے۔ نہ فرشتہ نے نہ حیوان نے سوائے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے۔

تعجب ہے کہ جناب خان صاحب بریلوی کے استعمال کے بعد بھی ان مضامین کی دلہنوں کا کنوارا پن باقی رہ گیا؟؟؟ ایں چہ بوالعجبی است!

اگرچہ فتاویٰ رضویہ کی غلطیاں اور اتہاموں کی فہرست طویل ہے اور یہ مختصر سی کتاب اس کی متحمل نہیں ہو سکتی ہے، تاہم بہ طور نمونہ اس میں سے چند اہم اور موٹی موٹی غلطیوں اور الزاموں کی رونمائی کی جا رہی ہے، تاکہ رضا خانی دین ومذہب کے گلستاں کو دیکھ کر اس کی بہار کا اندازہ کرنا آسان ہو جائے اور ''بریلی'' ''پیلی بھیت'' کے اعلیٰ حضرت وادنیٰ حضرت کے بلند بانگ اور کبر وغرور سے لدے ہوئے دعوائے بے نظیر کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے، اور جھوٹے اپنے گھر کو پہنچ جائیں۔ دیکھیے اور غور سے پڑھیے۔

خان صاحب کی بے جوڑ پیوند کاری

اوراس کی باریک وپہلی غلطی:

جناب خان صاحب بریلوی کو اپنی کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کی پہلی جلد کی کتاب الطہارت، باب التیمم ص ۳۵۷ میں طہارت اور تیمم کا بیان کرتے ہوئے کیا سوجھی کہ آپ نے بیچ میں ''باب العقائد والکلام'' کا بے جوڑ، بے میل، غیر مناسب، غیر معقول بیان شروع کر دیا، جس سے ان کا حسن ذوق، حسن صحافت، حسن نگارش نمایاں ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ طہارت وتیمم کے بیان میں عقاید وکلام کا پچڑ (پھایا) لگانا خود حسن ذوق وحسن تصنیف پر بھاری ہے۔ دوسرے صحافت ونگارش کے طریقے کے بالکل خلاف ہے۔

جن حضرات کو تصنیف وتالیف کا ذوق ہے بلکہ تجربہ حاصل ہے وہ لوگ ایک مضمون کے تحریر کے درمیان دوسرے مضمون کو چھیڑ دینا ایک بچکانہ، مضحکہ خیز حرکت تصور کرتے ہیں، لیکن جناب بریلوی صاحب نے اپنے اس طرز نگارش سے تصنیف و تالیفات کے دستور وقاعدے کو الٹ پلٹ کر دینے کا ارتکاب کر کے ایک ایسی موٹی و بھونڈی غلطی کی ہے جس سے ان مضامینی دلہنوں کا کنوارا پن خود بخود ٹوٹ جاتا ہے۔

خان صاحب بریلوی کی دوسری لفظی ومعنوی غلطی:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت

لَمۡ یَطۡمِثۡہُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَہُمۡ وَلَا جَآنٌّ۔ (سورۂ رحمٰن:۷۴)

کو جنت کی حوروں کی تعریف اور تعارف میں بیان فرمایا، جن میں قدرتی طور پر اس بات کی صلاحیت وقابلیت ہے جو انسانوں وجنوں کے استعمال میں آ سکتی ہیں اور خود انسان وجن میں بھی اتنی صلاحیت ونفسانی طاقت موجود ہے جس سے وہ حوروں کو اپنا مدخول ومعمول بنا سکتے ہیں۔ غرض کہ انسان وجن میں قدرتی طور پر فاعلیت کی طاقت

سے اور "حوروں" میں مفعولیت و مجولیت کی۔ چوں کہ قدرت نے ان دونوں میں الگ الگ فاعلیت، و مفعولیت کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، اس لیے یہ دونوں باہمی اپنی اپنی صلاحیت کے پیش نظر مجامعت و ملاعبت سے لذت و لطف اٹھا سکتے ہیں اور اٹھاتے ہیں، لیکن خان صاحب بریلوی نے اس قرآنی آیت کی تحریف کرتے ہوئے بے ربط و بے جوڑ حیثیت میں اپنے بے جان، غیر مناسب، غیر مفید مضامین اور مسایل کے ساتھ تشبیہ دے کر ایک غیر معمولی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لیے یہ سب جانتے ہیں کہ انسانوں کے حق میں ایک حد تک۔ یہ کہنا صحیح ہے کہ انسانوں میں سے کسی انسان نے نہ تو ان مسایل، مضامین کو بیان کیا ہے اور نہ کسی نے لکھا ہے کیوں کہ انسانوں کے درمیان انسانوں کے فایدے و نقصان کے لیے لکھنا پڑھنا، کتابیں تصنیف کرنا اور مقالے لکھنا، پھر اس کی طباعت، اشاعت میں حصہ لینا یہ سب کچھ انسانوں کے لیے ہے نہ کہ جنوں کے لیے۔ اس لیے جنوں کے اندر نہ تو اتنی صلاحیت و قابلیت ہے کہ وہ انسانوں کے فایدہ و نقصان کے لیے کتابیں اور رسالے لکھیں اور پھر اس کو چھاپ کر انسانوں میں شایع کریں، اور نہ ان میں قدرتی طور پر اس کی قابلیت ہے کہ وہ مسایل کی جانچ پڑتال تحقیق و تفتیش میں حصہ لے کر انسانوں کو مطلع کریں کہ فلاں مسئلے میں یہ اور فلاں مسئلے کی یہ تحقیق غلط ہے اور یہ صحیح۔ اگر بالفرض ان کے اندر تحقیق و تفتیش، تلاش و جستجو کی قابلیت تسلیم بھی کر لی جائے تو اس تحقیقی قابلیت کا اظہار صرف اپنے جنوں کے حلقے میں محدود ہوگی، انسانوں کا اس سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اس لیے انسانوں کا طبقہ نہ تو اس سے مستفید ہو سکے گا اور نہ اس سے واقف و باخبر ہوگا، تو انسانوں کے پاس مستقل طور پر جنوں کی تحقیقات سے استفادہ کرنے کا کوئی موثر و معتبر ذریعہ موجود نہیں ہے تاکہ انسانوں اور جنوں میں رابطہ، افادہ اور استفادہ قایم ہو سکے۔

اس کے باوجود خان صاحب بریلوی کا یہ کہنا کہ میری کتاب فتاویٰ رضویہ کے مندرجہ مسایل و مضامین ایسے اچھوتے ہیں کہ انسانوں کے علاوہ کسی جن نے بھی نہ دیکھا، نہ سنا، نہ اس کو استعمال کیا اور نہ بیان کیا۔ تو یہ سراسر جھوٹ، غلط، بلکہ جنوں پر

اتہام والزام ہے۔ اس لیے کہ جب ان کے اندر قدرتی طور پر انسانی مسایل ومضامین سے استفادے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے پھران کے ذمے خان صاحب بریلوی کا یہ تھوپنا کہ انھوں نے بھی ان مسایل ومضامین کو نہ چھوا، نہ استعمال کیا ہے، تو یہ سراسر الزام واتہام نہ ہوا تو اور کیا ہوا؟

اور یہ بھی تعجب انگیز بات ہے کہ آخر خان صاحب بریلوی کو اس بات کی کہاں سے اطلاع مل گئی کہ جنوں نے بھی ان مضامین ومسایل کو استعمال نہیں کیا؟ خان صاحب بریلوی کا بلا اطلاع اس بات کا اظہار کرنا یہ بھی جھوٹ، غلط، الزام واتہام ہے، ورنہ ضروری ہے کہ اس اطلاع یابی کا مؤثر ذریعے کا اظہار کیا جائے۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہیں دین ودنیا کی ہر کھلی وخفی چیز کا پورا پورا علم رکھتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا حوروں کے بارے میں یہ فرمانا کہ ان کو نہ تو کسی انسان نے چھوا اور استعمال کیا اور نہ جن نے۔ بالکل صحیح ودرست ہے۔ اس کے مقابلہ میں خان صاحب بریلوی کا یہ دعویٰ کرنا کہ میری کتاب فتاویٰ رضویہ کے مسایل ومضامین ایسے بے نظر وبے مثال ہیں جن کے استعمال کرنے کی نوبت نہ تو کسی انسان کو آئی اور نہ جن کو، بالکل غلط وجھوٹ بلکہ سراسر بے بنیاد الزام واتہام ہے اور کبر وغرور سے بھرا ہوا تعلّی آمیز غلط دعویٰ ہے جس کا نہ سر ہے نہ پیر ۔

اے ثنا خوانِ بہاراں تجھے معلوم بھی ہے
چاک دل، چاک جگر، چاک قبا ہیں کتنے

خان صاحب بریلوی کی تیسری غلطی:

دنیائے اسلام کے ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ جنت کی تمام نعمتیں بیش بہا، انمول، لاثانی، لازوال، بے نظیر وبے مثال ہیں۔ ان میں ایک انمول وبیش بہا نعمت عالیہ حوریں بھی ہیں، جن کی پاکیزگی وطہارت، حسن وخوب صورتی، عصمت مآبی کی تعریف وتعارف کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ گویا وہ

حوریں یاقوت و مرجان کے مانند ہیں اور ان حوروں کو نہ تو کسی انسان نے چھوا نہ استعمال کیا ہے نہ جن نے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی پاکیزگی و طہارت، عصمت وعفت کی شہادت دے کر ان کو انمول، لازوال، لاثانی، بے مثال قرار دے دیا۔ اب دنیا وآخرت کی کوئی چیز بھی ان کے مثل یا برابر نہیں ہو سکتی۔

چناں چہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ایک فرمان میں اس بات کا اظہار فرمایا کہ جنت کی نعمتیں خواہ وہ حوریں ہوں یا اور کوئی شے، ان کو نہ تو کسی انسان یا جن نے دیکھا نہ سنا، بلکہ ان کی تمثیلی وتصوری حیثیت بھی کسی انسان یا ذہن ودماغ میں نہیں آسکی۔ جب یہ بات قرآن وحدیث سے علی الاعلان ثابت ہو چکی کہ جنت کی نعمتوں کی خواہ وہ حوریں ہوں یا اور کوئی چیز ایسی بے مثال بے نظیر ہیں کہ دنیا کی کوئی بھی شے ہم سر و مساوی ہونا درکنار ان کے وجود کے سایے کا تصور تک نہیں آسکتا، چہ جائے کہ حقیقت بن کر سامنے آجائے؟ لیکن جناب خان صاحب بہادر کی دیدہ دیری و بے باکی ملاحظہ کیجیے کہ اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ کے مندرجہ مسایل ومضامین کو جو خود ان ہی کے دل ودماغ کی پیداوار ہیں. جو کسی طرح سے انسانی لغزشوں اور بشری کم زوریوں سے پاک نہیں ہو سکتے ہیں، بلکہ نہیں ہیں۔ ان کو جنت کی ان حوروں کے مساوی و برابر قرار دیا جو کہ اپنی پاکیزگی وطہارت، حسن وخوب صورتی میں لاجواب، لاثانی. لازوال، بے مثال اور بے نظیر ہیں۔ جس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں: كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ (سورۂ رحمٰن ۵۸) سے اور لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ (سورۂ رحمٰن ۷۴) سے دی ہے۔

خان صاحب بریلوی کی یہ بے باکانہ جرأت، حد درجے قابل نفرت اور لایق مذمت ہے کہ انھوں نے اپنے دل ودماغ سے نکلے ہوئے مسایل ومضامین کو جن میں خطا ونسیان کے جراثیم چھپے ہوئے ہیں، جنت کی حوروں سے تشبیہ دی، جو ہر عیب و برائی سے پاک وصاف ہیں اور ان کی مثال ونظیر کا تصور بھی ممکن نہیں۔

فتاویٰ رضویہ کی چوتھی غلطی:

ہاں تو پھر اصل مضمون کی طرف قلم کو موڑ رہا ہوں کہ خان صاحب بریلوی کا طہارت وتیمم کے درمیان باب "العقائد والکلام" کا انتخاب حد درجے قابل نفرت غلط کاری ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس باب العقائد میں ایسی ایسی اتہام آمیز اور شرانگیز غلطیوں کی گل کاری کی گئی ہے جس کو دیکھ کر شرم وحیا کی نگاہیں بھی نیچی ہو جاتی ہیں۔ چناں چہ آپ نے اس باب میں مختلف فرقوں کے خداؤں کی جو فرضی تصویر بنائی ہے اور اس میں اپنی طرف سے تراش کر جو گندے گندے عیب دار اوصاف کے رنگ بھرے ہیں، جس کو دنیا کا کوئی بھی انسان نہ تو تسلیم کر سکتا ہے اور نہ مان سکتا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف اس کے کہنے والے اور بیان کرنے والے پر لعنت و مذمت کی بوچھاڑ کرتا ہے۔

چناں چہ اس سلسلے میں جناب خان صاحب بہادر کی بہادری اور بے باکی دیکھیے کہ انھوں نے خوف خدا اور مواخذۂ آخرت سے بے پروا ہو کر، چوری اور سینہ زوری، زبردستی کے انداز میں بے ثبوت، بے دلیل بے بنیاد حیثیت میں ان فرضی خداؤں کو گندے گندے، عیب دار اوصاف سے موصوف کر کے چند فرقوں یہودیوں، نصرانیوں، وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ یہ فرقے ایسے کو خدا کہتے ہیں۔

خان صاحب بریلوی اپنے اس جملہ "ایسے کو خدا کہتے ہیں" کے ذریعے ایسے یقین واعتماد کا اظہار کر رہے ہیں جیسے کہ یہ بات بالکل سچ مچ اور صحیح وقطعی ہے اور اس میں کسی قسم کے شک وشبہے کی گنجایش نہیں ہے۔ حالاں کہ یہ بات بالکل سرتا پا بے بنیاد جھوٹ، اتہام اور بہتان ہے۔ آپ نے اس سلسلے میں سب سے پہلے یہودیوں، نصرانیوں (عیسائیوں) آریوں وغیرہ کے خداؤں کے بارے میں اپنے خود تراشیدہ، خود ساختہ، من گھڑت گندے عیب دار اوصاف کے ساتھ موصوف کرتے ہوئے ان کی ایک فرضی تصویر بنائی ہے اور پھر اس کے بعد یہ لکھا کہ یہودی عیسائی وغیرہ "ایسے کو

خدا کہتے ہیں۔'' حالاں کہ آپ نے ان فرقوں کے کسی مستند اور معتبر کتابوں کا نہ تو حوالہ دیا اور نہ ان کی کسی مذہبی اصول وقاعدے سے کوئی تحریری ثبوت اور سند پیش کی۔ بس یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی اپنی کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' میں لکھ دیتے ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیتیں کا کَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ (سورۂ رحمٰن:۵۸) اور لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ (سورۂ رحمٰن:۷۴) نازل فرمائی ہیں، اس لیے کسی ثبوت اور سند دلیل کی ضرورت نہیں۔

فتاویٰ رضویہ کی پانچویں غلطی:

خان صاحب بریلوی نے نہ صرف یہودیوں، نصرانیوں، آریوں، ہندوؤں وغیرہ کے فرضی خداؤں کی گندی و بھدی تصویر بنانے پر اکتنا کیا ہے بلکہ آگے بڑھ کر کے اپنے خاص مقابل اور دشمن جوان کے شرک وبدعت کے عقیدوں کی عمارتوں کو برباد ومسمار کرنے میں اپنے تن من دھن سے مصروف ہیں، سو ایسے حق پرست حقانی و ربانی مسلمانوں کی جماعت حقہ دیوبندیوں، اہل حدیثوں، وہابیوں کے فرضی خداؤں کے بارے میں بھی اپنے خود تراشیدہ ومن گھڑت گندے وگھنوتے پُر از عیب اوصاف سے موصوف کرتے ہوئے اور اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی سے صفحے کے صفحے سیاہ کرتے ہوئے آخر میں بڑے جزم ویقین اور اعتماد واعتبار کے ساتھ یہ لکھا کہ دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں اور غیر مقلد ایسے کو اور وہابی ایسے کو۔

حالاں کہ جب سے فتاویٰ رضویہ چھپ کر شائع ہوئی اور حضرت علمائے حق کو اس کی اطلاع ہوئی اس وقت سے اب تک بہ بانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر تحریر و تقریر کے ذریعے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ خان صاحب بریلوی نے فتاویٰ رضویہ میں جو فرضی خداؤں کو اپنے من گھڑت گندے وعیب دار اوصاف خبیثہ سے موصوف کر کے یہ اعلان کیا ہے کہ دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں اور غیر مقلد ایسے کو، یہ سراسر جھوٹے ہے۔ کذب خالص، بہتان، اتہام ہے۔ ہم سب اس سے بے زار و بری ہیں اور ایسے

کو خدا کہنے والے پر لعنت برساتے ہیں اور اس کی سخت ترین مذمت کرتے ہیں، بلکہ جس نے بلا سبب و بلا ثبوت و دلیل ہم لوگوں کی طرف یہ غلط عقیدہ منسوب کیا ہے اس پر بھی مذمت و لعنت کی بوچھاڑ کرتے ہیں۔ مگر خان صاحب بریلوی کی ضدی طبیعت و پٹھانی عادت پر اس اعلان بیزاری و ناگواری کا کوئی اثر نہ ہوا۔ چناں چہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اس اتہامی والزامی، کذب و دروغ سے بھری ہوئی گندی و گھنونی، ٹیڑھی میڑھی شکستہ اور بوسیدہ، ٹوٹی پھوٹی لکیر کو پیٹتے پیٹتے ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے اور ان کے گلے سے یہ سچی بات نہ اتر سکی۔

اب اس وقت ان کے مرید و معتقد بھی اپنے پیر و مرشد خان صاحب بریلوی کی چال پر چلتے ہوئے اس کذب و غرور و دروغ اتہام اور بہتان کا بوجھ اپنے بھاری بھرکم جسم پر لادے ہوئے گلی در گلی، در بہ در مارے مارے پھر رہے ہیں اور اپنے مریدوں سے چپکے چپکے یہ کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں اور وہابی ایسے کو۔

حالاں کہ وہ اوصاف ایسے گندے اور گھنونے، بدبودار اور عیب دار ہیں جن کو دیکھ کر ہر مسلمان بلکہ ہر انسان جس کے اندر عقل و خرد کی کچھ بھی روشنی ہوگی وہ بہ آواز بلند پکار اٹھے گا کہ خان صاحب بریلوی نے جو کچھ چند مشہور فرقوں کے خداؤں کے متعلق لکھا ہے وہ بالکل جھوٹ اور بہتان ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا فرقہ پیدا ہی نہیں ہوا جو خدائے برتر و بزرگ کے متعلق ایسا گندہ و خبیث عقیدہ رکھتا ہو۔ یہ سب بڑے حضرت کی اپنی دماغی و ذہنی پیداوار ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

ہر برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس کے اندر ہوتی ہے۔ چوں کہ خان صاحب بریلوی کے دل و دماغ کے بڑے برتن میں شرک و بدعت، توہین رسول، اہانت کتاب و سنت وغیرہ کی گندی اور گھنونی، عیب دار اور بدبودار چیزیں بھری ہوئی ہیں اس لیے اس میں سے اسی قسم کی چیزیں ٹپک ٹپک کر نکل نکل کر فتاویٰ رضویہ کی صفحات میں پھیلی ہوئی موجود ہیں اور اس کے متعلق آپ کا یہ دعویٰ کرنا معاذ اللہ قرآن مجید کی یہ آیتیں "كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ" اور "لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ" ان

مضامین کی تعریف وتوصیف میں نازل ہوئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام پاک کی شان میں کھلی ہوئی گستاخی واہانت ہے۔ اور اس کھلی ہوئی گستاخی واہانت کلام الٰہی کی سزا دین اسلام سے اخراج ہے۔ اس کے علاوہ دین اسلام میں اور بھی کوئی سزا ہو تو اس سے قارئین کرام رضا خانیوں کو مطلع کر دیں، شاید توبہ وانابت کی نوبت آجائے تو کچھ تعجب بھی نہیں ہے۔

فتاویٰ رضویہ کی چھٹی غلطی۔

اللہ تعالیٰ کے نام وذات پاک کی توہین وتحقیر:

جنوں کو خود نہیں معلوم اپنی کار فرمائی
ہوا کیا آستینوں کو گریبانوں پہ کیا گذری

اگر چہ خان صاحب بریلوی نے اپنی کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کے صفحہ ۳۸۷ اور اس کے آگے صفحے تک فلاسفہ، آریہ، مجوسی، یہودی، عیسائی، نیچری، چکڑالوی، قادیانی، رافضی اور مصنوعی خداؤں کے لیے اپنی طرف سے بے سند، بے دلیل، بے ثبوت، من گھڑت حیثیت میں الگ الگ اوصاف خبیثہ بیان کرتے ہوئے اپنے علم وفضل، عقل وخرد، ایمان واسلام کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ پھر اسی انداز میں وہابی، دیوبندی اور غیر مقلد (اہل حدیث) کے فرضی خداؤں کے بالترتیب الگ الگ تھوڑے سے تغیر وتبدل کے ساتھ اوصاف وعیوب خبیثہ کے بیان میں صفحے کے صفحے سیاہ کر ڈالے ہیں، لیکن یہ سب کو معلوم ہے کہ یہ تینوں فرقے اصول وقواعد اسلام کے لحاظ سے ایک ہی اصل اور قاعدۂ توحید ورسالت، کتاب وسنت کے پابند ہیں، صرف فروع وزوائد میں قدرے اختلاف رکھتے ہیں۔ تاہم اس جگہ صرف فرقۂ وہابی کے فرضی خدا کی جو گندی اور بھونڈی تصویر خان صاحب بریلوی نے اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی سے بنائی ہے، صرف اسی کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ باقی دو فرقے دیوبندی وغیر مقلد (اہل حدیث) کو قارئین کرام کے حوالے کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ

قیاس کن زگلستاں من بہار مرا

اگر چہ وہ الفاظ واوصاف خبیثہ اس قدر گندے، گھنونے اور سڑے ہوئے ہیں جس کو دیکھ کر انسانی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایمانی قلب وجگر پھٹنے لگتے ہیں اور قلم اس کے لکھنے پر کسی طرح تیار نہیں ہے۔ اگر چہ نقل کفر کفر نہیں ہوتا، مگر طبعی کراہت ان الفاظ کے کہنے میں محسوس ہوتی ہے۔ پھر بھی بادل نخواستہ بہ طور نمونہ ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں۔ وہ فرقہ وہابی کے فرضی خدا کے متعلق اس طرح سے رقم طراز ہیں:

''وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جیسے مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب، عقل سے پاک رہنا بدعت حقیقہ کے قبیل سے ہے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے۔ اس کا سچا ہونا ضروری نہیں، جھوٹا بھی ہوسکتا ہے۔ ایسے کو کہ جس کی بات پر اعتبار نہیں، نہ اس کی کتاب قابل استناد، نہ اس کا دین لایق اعتماد، ایسے کو جس میں ہر عیب ونقص کی گنجایش ہے، جو اپنی مشیخت بنی رکھنے کو قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے، چاہے ہر گندگی سے آلودہ ہوجائے، ایسے کو جس کا علم حاصل کیے سے حاصل ہوتا ہے، اس کا علم اس کے اختیار میں ہے، چاہے تو جاہل رہے۔ ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، جاہل رہنا، ظالم ہونا، حتیٰ کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے، کھانا پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ، پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت، کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں۔ وہ کھاتے کا منہ منہ اور بھرنے کا پیٹ مردی اور زنی کی دونوں علامتیں بالفعل رکھتا ہے۔ صمد نہیں جوف دار کھکل ہے سبوح قدوس نہیں، خلقی مشکل ہے، یا کم از کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا (پیدا) بھی سکتا ہے، ڈبو بھی سکتا ہے۔ زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے۔ اس کے ماں باپ،

جورو، بیٹا سب ممکن ہیں، بلکہ ماں باپ ہی سے پیدا ہوا ہے۔ ربڑ کی طرح پھیلتا سمٹتا ہے، برہما کی طرح چوکھا ہے۔ ایسے کو جس کا کلام فنا ہوسکتا ہے، جو بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ بک سکتا ہے، ایسے کو جس کی خبر کچھ ہے اور علم کچھ، خبر سچی ہے تو علم جھوٹا۔ علم سچا ہے تو خبر جھوٹی، ایسے کو جو سزا دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ: ص ٧٤٥)

حضرت خان صاحب بہادر قبلہ نے خوفِ خدا، مواخذۂ آخرت سے برہنہ ہوکر اس پر بس نہیں کیا بلکہ دور تک اسی قسم کی بدبودار، دارلغویات، خرافات، زٹلیات (لایعنی باتیں)، اتہامات، الزامات سے اپنے اعمال نامے کی طرح صفحے کے صفحے سیاہ کرتے چلے گئے ہیں۔ پھر اس کے بعد حقانی جماعت دیوبندیوں کی باری آئی ہے تو ان کے متعلق تو اپنے دل ودماغ کی گندی بھڑاس خوب خوب نکالی ہے۔ العیاذ باللہ!

قارئین کرام! ذرا آپ حق وانصاف کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجیے کہ کیا دنیا میں وہابی و دیوبندی، اہل حدیث تو درکنار اپنی جگہ پر کوئی ایسا انسان بھی ہوگا جو اپنے خدائے بزرگ وبرتر کی شان میں ایسے گندے عقیدے رکھتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ میرا خدا ایسا ایسا ہے؟ جس کی گندی تصویر خان صاحب بریلوی نے دیدہ ودانستہ اپنے قلم سے بنائی ہے۔ سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ.

انہی خان صاحب اور ان کی لکھی ہوئی کتاب "فتاویٰ رضویہ" کی اتہام آمیز گستاخی واہانت خدا اور سول کی بدترین وگندی غلطی ہے جس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔

فتاویٰ رضویہ کی ساتویں غلطی:

تو خود کو فرشتہ نہ سمجھ واعظ ناداں
دنیا میں ترے رنگ کے انسان بہت ہیں

حضرت خان صاحب بریلوی نے اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ میں ان تینوں فرقوں

وہابی، دیوبندی، غیر مقلد کے فرضی خداؤں کو الگ الگ بیان کرتے ہوئے علاحدہ علاحدہ یہ لکھا ہے کہ وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے اور دیوبندی ایسے کو، غیر مقلد ایسے کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں فرقے وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، الگ الگ اپنا مذہبی وجود رکھتے ہیں اور مذہبی اصول وقواعد، مذہبی اعمال واقوال سے بھی علاحدہ علاحدہ ہیں اور یہ تینوں فرقے اصول وفروع کے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ برصغیر ہندو پاک میں یہ تینوں فرقے وہابی، دیوبندی، غیر مقلد اپنے مذہبی اصول وفروع کے اختلاف کے ساتھ الگ الگ موجود ہیں اور ان کے رسوم، اعمال، عقاید، عبادت گاہیں بھی سب الگ الگ ہیں۔ حالاں کہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ خان صاحب بریلوی اور ان کی رضا خانی امت کی اور بول چال میں وہابی صرف انھی دو فرقوں دیوبندی وغیر مقلد ہی کو کہتے ہیں اور لکھتے ہیں، اور ان کے نزدیک ہی وہابی فرقہ ان دونوں فرقوں دیوبندی وغیر مقلد کے علاوہ اور کوئی تیسرا فرقہ موجود نہیں ہے۔ پھر خان صاحب نے واقعہ اور اپنی اصطلاح و بولی کے خلاف کیوں اور کیسے وہابیوں کا ایک تیسرا فرقہ ایجاد کر کے اس کے فرضی خدا کے اوصاف خبیثہ بیان کیے ہیں؟ سو معلوم ہونا چاہیے جب خان صاحب قبلہ اور ان کی رضا کانی امت کے نزدیک ہی کوئی وہابی فرقہ مستقل یا غیر مستقل دیوبندیوں واہل حدیثوں کے علاوہ نہیں ہے تو پھر اس کے لیے خدا کہاں سے آیا اور یہ اوصاف خبیثہ کہاں سے دست یاب ہوئے؟ اور پھر ان کے عقیدہ و مذہبی اعمال واقوال وغیرہ کہاں سے ہو سکتے ہیں؟ پھر اس کے باوجود حضرت خان صاحب بریلوی کا اس جزم ویقین کے ساتھ یہ کہنا اور لکھنا ''وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے'' بالکل جھوٹ وغلط ہے، افترا واتہام ہے، جس کی نظیر اس دنیا میں نہیں مل سکتی۔

خان صاحب بریلوی کی چوری وسینہ زوری:

حضرت خان صاحب بریلوی نے اپنے بے باک قلم کی سیاہی سے خدا کے

خوف اور مواخذۂ آخرت سے علاحدہ ہوکر بڑی دیدہ دلیری اور چراغ داشتہ جرأت کے ساتھ بے سند، بے ثبوت بے بنیاد حیثیت میں اس فرقۂ وہابی کے فرضی خدا کے بارے میں ایسے ایسے اوصاف خبیثہ بیان کیے ہیں جس کو دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور لطف بر بالائے لطف یہ ملاحظہ کیجیے جب کہ حضرت بریلوی کے نزدیک دیوبندی وغیر مقلد حضرات کے علاوہ اور کوئی علاحدہ فرقہ اس دنیا میں نہیں ہے، پھر اس کے خدا اور رسول کہاں سے آئے؟ اور ان کی مذہبی کتابیں جس میں ان کے عقیدے، اعمال اور احوال لکھے ہوئے ہوں وہ بھی وجود پذیر نہیں ہوسکتے تو لامحالہ حضرت خان صاحب قبلہ اور ان کی لکھی ہوئی کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' کی ایک بے نظیر اور لاجواب بہتان آمیز ہمالیہ پہاڑ کے مانند بڑی سے بڑی غلطی ہوئی۔ پھر ایسی کتاب کے بارے میں جو غلطیوں، اتہاموں، برائیوں سے بھری ہوئی ہے۔

خان صاحب بریلوی کا یہ فرمانا کہ وہ آیت قرآنی **كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ** اور **لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ** کا مصداق ہے، جھوٹ در جھوٹ، غلط در غلط، اتہام در اتہام، بہتان در بہتان۔ العیاذ باللہ!

حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخی

اکابر علمائے دیو بند کی عبارت سے غلط مطلب نکالنے والا اور ان پر کفر کے فتوے لگانے والا احمد رضا خان بریلوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید قسم کی گستاخی کرتے ہوئے شعر کہتا ہے

کثرت بعد قلت پہ لاکھوں درود
عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش مع شرح سخنِ رضا: ص ۲۲۰)

اس شعر میں صاف اور واضح لفظوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ ''ذلت'' استعمال کیا گیا ہے۔

اب کہاں مر گئے عشق رسول کا دعوی کرنے والے؟

کہاں مر گئے خود کو ''اہل سنت و جماعت'' کہلوانے والے؟

کہاں مر گئے بات بات پر کفر کا فتوی لگانے والے؟

اب کیوں نہیں لگاتے اپنے امام پر کفر کا فتویٰ؟

باب ⑥

اعلاناتِ بےزاری

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لے اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بے زار بیٹھے ہیں

یہ بھی واضح رہے کہ حضرات علماے حق یعنی دیوبندی کے ہر چھوٹا و بڑا فرد جناب خان صاحب بریلوی کی زندگی سے اب تک فتاویٰ رضویہ کے مندرجۂ بالا بے بنیاد الزامات واتہامات سے بہ ذریعہ تحریر وتقریر بہ بانگ دہل یہ اعلان کرتے چلے آرہے ہیں کہ ہم لوگ خدا کو حاضر وناظر جان کر اور رب کعبہ کی قسم کھاتے ہوئے علی الاعلان یہ کہتے ہیں کہ خان صاحب بریلوی نے اپنی کتاب "فتاویٰ رضویہ" میں اس عنوان کے ساتھ کہ دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں اور غیر مقلد ایسے کو، اپنے سیاہ قلم سے جو بے بنیاد وگندہ نقشہ کھینچا ہے وہ سرار جھوٹ ناپاک بہتان، بے بنیاد والزام واتہام ہے، اس سے ہم لوگ بے زار اور انکار کرتے ہیں اور علی الاعلان اس شخص یا فرقے پر جس کا خدا کے بارے میں یہ عقیدہ ونظریہ ہو ہزار بار لعنت کرتے ہیں، بلکہ اس شخص یا فرقے پر بے شمار لعنت وپھٹکار ہو جس نے دیدہ ودانستہ خدا کے بارے میں الزام واتہام سے بھرا ہو، یہ گندہ عقیدہ اپنی کتاب میں لکھ کر شایع کیا ہو۔

حضرات علمائے دیوبند اور غیر مقلدین کے اس انکاری اعلان اور اظہار بے زاری کے بعد بھی رضا خانی امت کا یہی رٹ لگائے رکھنا اور یہی ناپاک پروپیگنڈہ کرنا کہ معاذ اللہ دیوبندی اور غیر مقلد جماعت ایسے خدا کو کہتے ہیں، زبردست سینہ زوری وزبردستی اور خطرناک افترا پردازی ہے، جس کی سزا ان شاء اللہ آخرت میں بھرپور ملے گی۔ والی اللہ المشتکی!

اب حضرات علماے حق کا انکاری اعلان ملاحظہ کیجیے اور اس کے بعد جھوٹے پہ

قسمیں بنائی گئی ہیں: وہابی، دیوبندی اور غیر مقلد۔ اس مثلثی اصطلاح سے ہم ناواقفی کا اعتراف کرتے ہیں، کیوں کہ دیوبندی اور غیر مقلدین کے سوا تیسری قسم وہابیہ کی ہم نہیں جانتے۔ خیر مضمون سے خود معلوم ہو جائے گا۔

مجدد بریلوی (احمد رضا خان صاحب) کے فتوؤں کا مجموعہ حال میں چھپا ہے، جس کی سب سے پہلے زیارت ہم کو مقدمہ کیکڑی ضلع اجمیر میں ہوئی، جس میں اپنے گم راہ فرقوں کا اعتقاد خدا کی نسبت لکھا ہے۔ سب سے پہلے فلاسفہ کا، پھر نصاریٰ کا، پھر نیچروں کا، پھر قادیانیوں کا، پھر غیر مقلدین کا۔ ان سب میں سے ہمارا حق صرف آخیر تھا، مگر چوں کہ ہم کو شبہ ہے کہ وہابی سے بہ قول ؏

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے

کہیں ہم ہی مراد نہ ہوں۔ بریلوی اصطلاح میں دیوبندی اس لیے مطعون ہیں کہ وہ مسایل توحید و سنت میں غیر مقلدین کے ہم نوا ہیں۔ لہٰذا اس ساری مثلث کو ہم اپنے ہی حق میں سمجھ کر جو کچھ اس میں کہا گیا ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔

میرے پہلے خیال کی تغلیط:

آج تک میرا خیال تھا کہ مجدد بریلوی گو ہم سے کیسے ہی کشیدہ اور رنجیدہ ہیں، لیکن اپنے خیالات میں دیانت دار اہل علم ہوں گے۔ افسوس آپ کا مجموعۂ فتاویٰ دیکھنے سے میرے اس خیال کو بہت صدمہ پہنچا۔ اب میں اپنے سابقہ خیال کی خود ہی تغلیط کرتا ہوں، کیوں کہ جو کچھ اس فتاوے میں بھرا گیا ہے کسی عالم کا کیا کسی بھلے آدمی بادیانت سے بھی نہیں ہوسکتا۔ قارئین مندرجہ ذیل حوالے سے خود ہی اندازہ لگالیں گے۔

مولانا امرتسریؒ کا تحریر کا خلاصہ:

اس کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی کی وہ ناپاک تحریر جس میں خدائے بزرگ و

برتر کی جانب وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے حوالے سے ایسے گندے اور عیب دار اوصاف منسوب کیے ہیں، اس کو نقل کر کے مولانا امرتسری مرحوم نے یہ لکھا ہے۔

یہاں تک تو وہابیہ کے خدا کا ذکر ہے، جس کو دیکھ کر قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ مجدد بریلوی کس دل و دماغ کے مالک ہیں۔ خدا جانے کون ایسا فرقہ آپ کو بے داری یا خواب میں ملا ہے جس کے خدا کی نسبت ایسے اعتقاد ہیں۔ ہم اس کو طفلانا یا مجنونانہ بڑ ے ریہ دو ں کہہ سکتے۔

ہم نہ ں ں کہ یہ باتیں ہم خواب میں سن رہے ہیں یا مجدد صاحب خواب میں بڑبڑا رہے ہیں؟ کیا مجدد کے لیے اتنی ہی دیانت ولیاقت کی ضرورت ہے یا اس سے زیادہ کی بھی حاجت ہے؟ اے کاش! مجدد صاحب کبھی مجلس میں ہمارے سامنے بیٹھ کر ان باتوں کا ثبوت دیں تو ہم جانیں۔ پس پردہ تو ہر ایک مفتری (جھوٹا) کہہ سکتا ہے۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں، خدا کو اور اس کے فرشتوں کو اور تمام سننے والوں کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ مجدد بریلوی کا یہ فتویٰ ہم پر، دیوبندیوں پر، اور ان کے ذہنی وہابیوں پر سراسر بہتان ہے، جھوٹ ہے، افترا ہے، ہمارا خدا وہ ہے جس کے صفاتی نام یہ ہیں:

> "الرحمن الرحیم، الملك القدوس السلام، المومن، المهيمن، العزیز الجبار، المتكبر، الخالق البارى، المصور، له الاسماء الحسنىٰ، لا يخلف الميعاد،
>
> مجدد بریلوی اور ان کے متبعین سن رکھیں انما يفترى الكذب الذين لا يومنون O
>
> افترا اور بہتان وہی لوگ کرتے ہیں جن کو خدا پر ایمان نہیں ہوگا............"

ہائے افسوس! مسلمانوں کی بدقسمتی کی حد یہ ہے کہ ہر ایک ناخدا ترس جو چاہتا

ہے لکھ دیتا۔ ہائے ایسے مفتری اس روز کیا جواب دیں گے جس روز ان کو کہا جائے گا کہ

اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا O

مجدد صاحب! واللہ جب ہم اس مواخذے کا خیال کرتے ہیں جو ایسے افتراؤں پر خدا کے ہاں مقرر ہے تو ہمارا دل کانپ جاتا ہے کہ آپ جیسے معمر اور ضعیف آدمی وہاں کیا جواب دیں گے؟ وہ جواب ہمیں بھی تو بتلا دیجیے۔ آہ! ؎

بہ روز حشر گر پرسند خسر وارا چرا کشتن
چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہمہ گویم

باب ⑦

خان صاحب کا دامن اور ہمارا ہاتھ

اس کے بعد پھر دوسری مرتبہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۹ء کے اخبار اہل حدیث میں حضرت مجدد بریلوی اور محکمۂ تکفیر' کے عنوان سے اس خبیث اور افترائی عقیدے کی تردید کرتے ہوئے بے زاری اور برأت کا اعلان کیا:

> ''ایسے اعتقاد والا تو دھریے سے بھی بدتر ہے پھر آپ ایسے دھریے کو کافر نہ کہنے کا دعویٰ کریں، یا تو آپ جھوٹے ہیں یا خود خدا سے منکر۔ نعوذ باللہ! کس قدر افترا ہے؟ کتنا بہتان ہے کہ ایسے وہابیوں پر جن کے عقاید خبیثہ ایسے ہیں، مجدد بریلوی کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے؟ اے خدا! جو زمین و آسمان کا مالک ہے، اے آسمان و زمین کے فرشتو! اے سننے والو! جنوں اور انسانو! تم لوگ گواہ رہو کہ بریلوی حضرات کا یہ محض افترا ہے۔ اگر اس نے اس بہتان اور افترا سے کھلے لفظوں میں رجوع کا اعلان نہ کیا تو وہابیہ ان کے دامن کو قیامت کے دن پکڑیں گے اور ان عقاید خبیثہ کا ان سے ثبوت مانگیں گے۔''

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم ومغفور نے نہ تو صرف اپنی طرف سے بلکہ دیوبندی جماعت بلکہ دنیائے اسلام کے ہر مسلمان کی طرف سے خاں صاحب بریلوی کے اس بے بنیاد خبیث عقیدے سے علی الاعلان انکار اور بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے خان صاحب بریلوی اور ان کی جماعت رضا خانی کے منہ پر کذب وغرور اور دروغ، افترا واتہام کی خاک ڈال دی۔ اس کے علاوہ مولانا مرحوم نے مواخذۂ حشر اور دامن گیری آخرت کا حوالہ دے کر ایمان ویقین کی روشنی میں یہ ثابت کردیا کہ خان صاحب بریلوی کا یہ تے کیا ہوا غلط وخبیث عقیدہ، کذب وافترا،

بہتان واتہام کا سڑا ہوا غلیظ ملغوبہ وملبہ ہے، جس کو انھوں نے اپنے ذہن ودماغ کے کوڑے خانے سے خود اپنے ہاتھ سے جھاڑ دے کر اپنے کاغذی ٹوکروں میں جمع کردیا، جس کی بدبو سے ہر مومن کا مشام ایمان پھٹا جارہا ہے اور اس کو دیکھ کر ہر مسلمان بلکہ ہر شریف وسنجیدہ آدمی نفرت وحقارت، مذمت ومنقصت (نقصان) کا اظہار کرتا ہوا "لَعْنَةَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ" کا ورد کرتا ہے۔

خدا لعنت کرے اس رو سیاہ پر
کہ جس کے دل میں ہو بغض پیمبر

خان صاحب بریلوی نے اللہ تعالیٰ کے نام وذات کی توہین وتحقیر کی:

جناب شیخ کے ماتھے پہ مہر پارسائی ہے
جو یہ بالفعل پی بھی لیں تو پہچانے کہاں جائیں

یہ سب کو معلوم ہے کہ پروردگار عالم کے مبارک ناموں میں سے جو مشہور و معروف اور زبان زد عوام وخواص ہے وہ عربی میں ''اللہ'' نام بھی ہے۔ جس کو اردو، فارسی میں خدا اور خداوند بھی کہتے ہیں اور ہندی میں ایشور و پرماتما، لیکن دنیا کے ہر دھرم کے ماننے والوں کا متفقہ ومسلمہ عقیدہ ہے کہ اللہ وخدا، ایشور و پرماتما کے نام سے جو ہستی پکاری ومانی جاتی ہے وہ ہر طرح کے عیب ونا پاکی سے پاک اور صاف ہو کر تمام عالیہ کمالات اور ستودہ صفات سے موصوف وجامع ہے۔ اس میں کسی قسم کی عیب ونقص کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا، جس طرح اس کی ذات پاک قابل عزت ولایق عظمت ہے اسی طرح سے اس کا نام بھی لایق تعظیم وتکریم ہے۔

چناں چہ ہر مذہب والے اس کے نام اللہ، خدا، خداوند، ایشور و پرماتما کو عزت و عظمت کے الفاظ واوصاف سے یاد کرتے ہیں، پکارتے اور لکھتے بھی ہیں۔

مگر رضا خانیت کے اعلیٰ حضرت کی اس سلسلے میں راہ الگ اور منطق جداگانہ

ہے۔ وہ اپنی ذات شریف کی فطری وطبعی عادتوں، ضد وعناد اور غیظ وغضب سے مجبور و مدہوش ہو کر اپنے مخالفین کی تردید وتکذیب میں بے سند، بے ثبوت بہتانوں اور اتہاموں کی بے پناہ بوچھاڑ کرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جاتے ہیں، اور وہ اپنی اس مخالفانہ ومعاندانہ طرز عمل سے اس قدر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ وہ اللہ ورسول، کتاب وسنت، اولیائے کرام و بزرگان دین رحمہم اللہ کی عزت وعظمت کو پامال کرنے سے بھی باز نہیں آئے۔

چناں چہ جب آپ اس جگہ بھی دیکھیے کہ وہ اپنے مخالفین دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کی تردید پر اتر آئے تو اپنے تن بدن و ہوش وخرد، غیرت وحمیت کی پروا کیے بغیر خدا کی ذات اور نام پاک کو بھی گندے عیوب واوصاف میں ملوث کر کے جو خدا کی ذات، و نام کی توہین وتحقیر کی ہے اس کی مثال کافروں ومنکروں، دھریوں کی دنیا میں بھی نہیں ملتی۔ ضد وعناد، غیظ وغضب سے بھری ہوئی طبیعت، بہتان سازی والزام تراشی کی جانب چلی ہے تو چلی جارہی ہے اور منہ زور و بے لگام قلم رواں و دواں سرپٹ بھاگا ہے تو بے دیکھے بھالے بھاگتا چلا جارہا ہے، چاہے اس کے ٹاپوں کے نیچے اللہ ورسول، اولیائے کرام و بزرگان دین کی عزت وآبرو پامال ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ اس کی کیا پرواہ۔

چناں چہ یہاں بھی خان صاحب بریلوی نے اپنی عادت وطبیعت سے مجبور ہو کر یہ خطرناک اور گستاخانہ کھیل کھیلا ہے کہ خدائے برتر و بزرگ کے نام وذات کے ساتھ بہت سے ملعون وگندے، غلیظ کلمات والفاظ منسوب کر کے بڑی بے باکی وہٹ دھرمی سے یہ فرماتے ہیں کہ دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں اور غیر مقلد ایسے کو........

حالاں کہ تمام دیوبندیوں وغیر مقلدوں نے علی الاعلان ان کی زندگی میں اور برابر اب تک ان فرقوں کے چھوٹے، بڑے علی الاعلان اپنی بے زاری کا اظہار کرتے چلے آرہے ہیں، مگر رضا خانیوں کے تمام چھوٹے اور بڑے سنتے ہیں اور سن کر اَن سنی کیے ہوئے ہیں اور یوں در بہ در مارے مارے پھر رہے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں ۔

آلودہ میرے خون سے دامان کیے ہوئے
یوں پھر رہے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں

حالاں کہ تمام اسلامی فرقوں کا یہ تسلیم شدہ اور متفقہ عقیدہ ہے کہ خدا کے ذات و صفات اور اس کے نام و کام کی توہین کرنے والا کافر و مرتد ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خان صاحب بریلوی نے خدا کی شان میں کلمات ملعونہ استعمال کیے ہیں، ان کی توہین و تحقیر قطعاً و یقیناً کی ہے۔ اس حالت میں حضرت خان صاحب اور ان کی رضا خانی امت کا اسلام و ایمان میں کیا مقام اور کیا درجہ ہے؟ اس کا فیصلہ قارئین کرام خود کریں گے۔ کیوں کہ اگر ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔ رضا خانیو!

ہاتھ کے خون کو تم رنگِ حنا کہتے ہو
یہ جو دامن پہ ہیں دھبے اسے کیا کہتے ہو؟

رضا خانیت کی چھاتی پر بھاری پتھر اور خان صاحب کی دورنگی کی بدترین مثال:

خان صاحب بالقابہ سے کسی سایل نے یہ سوال کیا کہ آریہ ساجی، عیسائی اور دوسرے دریدہ دہن اور دشمنانِ اسلام جو اللہ تعالیٰ و حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور دیگر احکام اسلام کے بارے میں اپنی کتابوں و تحریروں میں بہت سے گندے الفاظ، ملعون کلمات بدبودار اور خبیث جملے استعمال کیا کرتے ہیں تو کسی مسلمان کو ان کا پڑھنا لکھنا، طباعت کرنا، اشاعت کرنا یا اس میں کچھ بھی حصہ لینا از روئے فقہ اسلام کیسا ہے؟ ایسا کرنے والا شخص مسلمان رہا یا نہیں؟ اور اس کے ہاتھ معاشرتی تعلقات کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے اس کا یہ جواب دیا، اس کو ملاحظہ کیجیے اور پھر آپ کے اس گلابی تقوے اور دورنگی کی داد دیتے ہوئے ان عشق و محبت کے ٹھیکے داروں کے منہ پر کذب و دروغ کی خاک ڈال دیے:

’’اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔ الحمدللہ! فقیر نے وہ❶ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے کہ جب سوال کی اس سطر پر آیا، جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات بعینہٖ ملعونہ منقول ہوں گے، ان پر نگاہ نہ کی۔ نیچے کی سطریں جن پر سوال ہے بہ احتیاط دیکھیں۔ ایک ہی لفظ جو اوپر سایل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر ٹھہرا وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے۔ اب کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ تہ کرلیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملعونات کو نہ دکھائے، نہ سنائے۔ جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل وہ قرآن عظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات، ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں ان سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اترتی ہے۔ وہ اللہ و رسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں۔ قہر الٰہی کی آگ ان کے لیے بھڑکتی ہے۔ صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں۔ اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے، قلم سے لکھتے، مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے، یا پتھر پر اس کا ہلکا بھرا بناتے ہیں، ہر کلمے پر اللہ عزوجل کی سخت لعنتیں، ملائکہ کی شدید لعنتیں ان پر اترتی ہیں۔ ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اس خبیث کا ہے جو مصنف ہے، ہم تو نقل کردینے یا چھاپ دینے والے ہیں، سخت مردود

❶ جب کہ آپ کا یہی احتیاطی طرز عمل و مثالی تقویٰ تھا تو پھر آپ نے وہابی، دیوبندی اور غیر مقلد ایسے کو خدا کہتے ہیں، اس میں خدا و برتر و بزرگ کی جانب بے سند و بے ثبوت صرف اپنی طرف سے من گھڑت خبیث و بدبودار الفاظ اور ملعون کلمات جان بوجھ کر بہ قایمی حوش وحواس اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ میں اپنے قلم سے کیوں لکھے؟ پھر اس کی کیوں طباعت و اشاعت کی؟ اور اس کی کتابت، طباعت و اشاعت کی وجہ سے ان کلمات ملعونہ کو بقا و دوام حاصل ہوگیا اور جب تک یہ کلمات ملعونہ باقی رہیں گے اور لوگ اس کو پڑھیں گے اور دیکھیں گے اس کا تمام تر عذاب آپ کے نامۂ اعمال میں لکھا جارہا ہوگا۔ (نور محمد)

ملعون گمان ہے......... یقیناً کاپی لکھنے والا، پتھر بنانے والا، کل چلانے والا، غرض جان کر کہ اس میں کچھ ہے کسی طرح اس میں اعانت کرنے والا، سب ایک رسی میں باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں۔ یہ اس ظالم کے لیے ہے جو گرہ بھر زمین یا چار پیسے کسی کے دبالے، یا زید وعمرو کسی کو ناحق سخت سست کہے۔ اس کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے نہ کہ یہ اشر ظالمین جو اللہ ورسول کو گالیاں دیتے ہیں، ان باتوں میں ان کا مددگار کیوں کر مسلمان رہ سکتا ہے؟........ ایسے اشد فاسق، فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے۔ ان کے پاس دوستانہ اٹھنا، بیٹھنا حرام ہے............ وہ یقیناً کافر ہے۔ اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے۔ اس کے جنازے کی نماز حرام، اس کو مسلمانوں کی طرح غسل دینا، کفن دینا، دفن کرنا، اس کے دفن میں شریک ہونا، اس کی قبر پر جانا سب حرام ہے۔"

(احکام شریعت: ج ۳، ص ۱۱-۰۹)

آریوں، عیسائیوں اور دیگر دریدہ دہن دشمنانِ اسلام نے جو الفاظ خبیثہ اور کلمات ملعونہ اللہ ورسول، کتاب وسنت، دین اسلام کے بارے میں استعمال کیے ہیں، اس کو کتابوں، رسالوں میں چھاپ چھاپ کر شایع کیے ہیں، اس کے متعلق خان صاحب بریلوی کے شان وتقویٰ واحتیاط کا یہ حال ہے کہ اس کی نقل در نقل کو دیکھنا گوارا نہ کیا، پھر اس کو قلم سے لکھنا اور زبان سے کہنا، پڑھنا تو بہت دور کی بات ہے؟ آپ کی اسی ایمانی غیرت اور عشق رسالت کا یہ ادنا کرشمہ ہے کہ ان کلمات ملعونہ کی کتابت، طباعت اور اشاعت بلکہ اسی میں کسی قسم کی اشاعت میں حصہ لینے والے اور کچھ بھی مدد کرنے والے مسلمان کو کافر ومرتد بنا کر اس کو ہر قسم کے معاشرتی واسلامی تعلقات سے برطرف کر دیا گیا اور ان کے تمام ازدواجی رشتے ناتے کو حرام قرار دے کر اس کی تمام اولاد ونسل کو ناجائز اور غیر ثابت النسب کہہ دیا گیا۔

خان صاحب کی بدکرداری:

ان حالات میں حضرت خان صاحب بریلوی کی ایمانی غیرت اور اسلامی حمیت، اللہ ورسول کے ساتھ بے پناہ عشق ومحبت اور ان کے تقویٰ وطہارت میں کوئی بھی مسلمان بلکہ ہر دانش منداور عقل مندانسان کو بھی شک وشبہ نہیں ہوسکتا اور نہ ان کی جانب نقد وتبصرے کی کوئی انگلی اٹھا سکتا اور نہ آپ کو کوئی ٹیڑھی وترچھی نظر سے دیکھ سکتا ہے، بلکہ ہر طرف سے ستایش ومدح سرائی کی شہنائی کی مسرت آفریں آواز سے فضا گونجتی رہے گی اور حبذا ومرحبا کی صدا ومدحت پھیلی ہوئی نظر آئے گی۔

مگر اس تصویر کے ساتھ حضرت قبلہ کی تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ کیجیے کہ وہ کس قدر گندہ وگھناؤنا، بدبودار اور عیب دار ہے کہ جس کے دیکھنے کے لیے کسی حال میں نہ تو آنکھیں تیار ہوسکتی ہیں اور نہ کان سننے کے لیے، نہ دل ودماغ سوچنے کے لیے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ انتقامی کرشمہ ہے کہ وہ کبھی کبھی فریب کاروں، افترا پردازوں کو اس دنیا میں سزا دینے کے لیے خود ان ہی کے اعمال وکردار ابھار کر سامنے کر دیتی ہے کہ وہ اس سے اپنے ہی ایمان واسلام، تقویٰ وطہارت کو فنا کے گھاٹ اتار کر ذلت ورسوائی کی قبر میں دفن کر دیے ہیں اور ان کے ایمان واسلام، عشق ومحبت کے بھڑکتے، چمکتے ڈھکوسلوں، دعوؤں کی گاگر شریف خود ان کے عمل وکردار کے چوراہے پر اس طرح سے پھوٹ جاتی ہے کہ جس کی بدبو سے مشام ایمان پھٹتا جاتا ہے۔ کہاں تو حضرت خان صاحب قبلہ کی ایمانی غیرت وکلابی تقویٰ وطہارت کے شوریٰ شوری کا یہ عالم تھا کہ ان کلمات ملعونہ پر جو سوال میں درج تھا، اچٹتی وسرسری نگاہ ڈالنے سے ان کا ایمانی کلیجہ پھٹتا جاتا تھا اور کہاں بے عملی، بدکرداری اور اختلاف بیانی کی ہے، بے نمکی و پھیکا پن کا یہ خیال ہے کہ وہابی ایسے کو خدا کہتے ہیں اور دیوبندی ایسے کو، غیر مقلد ایسے کو۔ اس ضمن میں خدائے برتر وبزرگ کی شان میں اپنے ذہن ودماغ سے ایسے ایسے کلمات ملعونہ اور الفاظ خبیثہ نکال کر اپنی زبان وقلم سے استعمال کیے ہیں اور اس کو اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ میں لکھ کر ہمیشہ کے لیے اپنے لیے باقی سیآت بنا گئے ہیں۔

پلید فقاہت

بریلویوں کے مجدد مائۃ حاضرہ احمد رضا خان بریلوی کی فقاہت اور گندی سوچ ملاحظہ کیجیے:

سوال: معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں، خوش دامن (ساس) کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر اس کے جسم کو ہاتھ شہوت سے لگے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر۔

(احکام شریعت: ج ۲، ص ۲۲۷)

واہ رے مجدد! تیری فقاہت کو سلام۔ ہاتھ لگانے والے کو اپنی ساس کی رانوں کی حرارت محسوس نہ ہو تو شلوار کے اوپر ساس کی رانوں سے لطف اندوز ہونے میں خیر ہے۔

لعنت ہے اس گندی سوچ پہ!

باب ⑧

عبرت کا مقام اور رضا خانیوں کا انجام

یہ کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ رضا خانیت کے اعلیٰ حضرت نے القاب و آداب کے ساتھ بڑی بے باکی کی ڈھٹائی، زبردستی ومنہ زوری سے جان بوجھ کر اپنے دل و دماغ کی گہرائیوں سے ایسے ملعون کلمات، گندے الفاظ پیدا کیے اور پھر اس کو غریب و بے چارے وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے بہانے سے خدائے بزرگ و برتر کی ذات اقدس و نام مبارک سے منسوب کر کے اللہ تعالیٰ کی جناب میں سخت گستاخی و بے ادبی کا مظاہرہ کیا اور ان کلمات ملعونہ اور خبیث الفاظ اپنی زبان سے پڑھا اور بار بار دھرایا اور اپنے ہی قلم سے لکھا اور اپنے مریدوں سے اس کی کتابت کرائی، مقابلہ کیا، طبع کرایا اور پھر ان کتابوں اور رسالوں کو بار ہا شایع کیا، جس کو ان کے مریدوں اور شاگردوں، عزیزوں نے پڑھا اور لکھا اور آج تک ان کے مریدوں کی امداد اور اعانت سے اشاعت پذیر ہیں۔ اب خان صاحب بریلوی کے فتوے کے رو سے خود خان صاحب ما یہ دولت اور ان کے مرید و شاگرد، عزیز و اقارب جو فتاویٰ رضویہ کی مندرجۂ بالا کلمات ملعونہ، الفاظ خبیثہ کو پڑھا لکھا ہے یا اس کی اشاعت میں کسی قسم کی بھی امداد و اعانت کی ہے وہ یقیناً کافر و مرتد ہوئے اور ان کا نکاح بھی ٹوٹا اور اولاد بھی غیر ثابت النسب ہوئی یا نہیں؟

یہاں تک باغ باں نے باغ سینچا خون بلبل سے
کہ آخر رنگ بن کر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے

ایک اور طرح سے:

حضرت خان صاحب بریلوی اور ان کی امت کا ایمان و اسلام کفر و ارتداد کے

جھولے میں جھولتا نظر آرہا ہے۔ کیوں کہ یہ سب کو معلوم ہے کہ خان صاحب بریلوی کو حضرات اکابر علمائے دیوبند سے فطری وطبعی بغض وعناد، ضد تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کتابوں براہین قاطعہ، حفظ الایمان، تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس وغیرہ سے کھود کھود، کرید کرید کر کے اپنا خود ساختہ اور خود تراشیدہ ایک اہانت آمیز کفری مضمون بنایا، پھر ہند و بیرونِ ہند میں اپنی پوری طاقت سے یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کیا کہ ان اکابر علمائے دیوبند نے اپنی مندرجۂ بالا کتابوں میں اللہ تعالیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ اور قرآن مجید کے بارے میں ایسی صاف صاف، کھلی کھلی، سڑی سڑی، گندی گندی گالیاں لکھی ہیں اور شرم ناک گستاخیاں کی ہیں۔ جس سے ایمان کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے اور اسلام لرزہ براندام۔ اور پھر ان کلمات وگندے الفاظ کو اپنے ذہن ودماغ کے گڑھے سے نکالا اور اس کو اپنی زبان سے بار بار دھرایا، قلم سے کئی کئی بار لکھا، مکرر سہ کرر اس کو نگاہ سے دیکھا، کان سے سنا اور پھر ان گالیوں، ملعون کلموں، خبیث کلموں کو اپنی کتابوں:

(۱) المعتمد المستند (۲) حسام الحرمین (۳) فتاویٰ الحرمین (۴) الکوکبۃ الشہابیہ (۵) سل السیوف الہندیہ (۶) واقعات السنان (۷) فتاویٰ رضویہ

اور ان جیسی دوسری کتابوں اور رسالوں میں کئی کئی بار پڑھا، لکھا، چھاپا اور چھاپ چھاپ کر کئی کئی مرتبہ شایع کیا اور ان ملعون کلمات گندے الفاظ اور خبیث جملے کی کئی کئی مرتبہ کی کتابت، طباعت، اشاعت میں خود خان صاحب بریلوی نے بہ رضاو رغبت حصہ لیا۔ آج تک ان کی رضا خانی امت ان گالیوں وملعون کلموں کی طباعت و اشاعت میں حصہ لے رہی ہے۔

اور لطف بر بالائے لطف یہ ملاحظہ کیجیے کہ ایک طرف تو ان رضا خانیوں کے عشق ومحبت کے دعوے کی چکی بھی چل رہی ہے اور ساتھ ہی اس کے یہ مذموم وملعون مشق سخن بھی جاری ہے اور اس کی وجہ سے ان کے دعوائے عشق ومحبت اور اجارہ داری و اسلام کے شیشے میں نہ بال آیا نہ شگاف۔

خان صاحب اوران کی امت کا رزق:

بہ ہر حال! خان صاحب بریلوی جب تک زندہ رہے ان ہی کلمات ملعونہ اور گندے الفاظ کے ڈھیر کو پیٹ پیٹ کر اپنے معزز پیٹ کے لیے ایندھن جمع کرتے رہے۔اس کے بعدان کی شکمی اور غیر شکمی اولاد ونسل نے بھی ان ہی کلمات ملعونہ اور خبیث الفاظ کی طباعت واشاعت کواپنے پیٹ کے بھرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔تو ایسی حالت میں خان صاحب اوران کی رضا خانی جماعت نے اپنے ہی مندرجہ ذیل قول کی میخ اپنی ایمانی تابوت میں ٹھونک دیا۔دیکھیے وہ لکھتے ہیں:

> ''ان سب پر اللہ عزوجل کی لعنت اترتی ہے۔(یہ) اللہ ورسول کے مخالف اوراپنے ایمان کے دشمن ملائکہ اللہ کی شدید لعنتیں اوران پر اللہ لعنت ہے دنیاوآخرت میں۔اور(یہ) یقیناً کافر ہے۔اس کی عورت اس کی نکاح سے باہر ہے۔اس کے جنازے کی نماز حرام۔اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا،کفن دینا،دفن کرنا،اس کے دفن میں شریک ہونا،اس کی قبر پر جانا سب حرام ہے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت خان صاحب قبلہ مع اپنی امت کے اپنے قول وعمل کے مطابق کفروارتداد کے زلف دراز میں الجھا ہوا نظر آرہا ہے اوراس سے نکلنے کی صورت نظر نہیں آرہی ہے ؎

الجھا ہوا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

جھوٹ منہ کولگ گیا:

اس کے علاوہ جب ان رضا خانیوں کے ہر چھوٹے بڑے سے ثبوت مانگا جاتا ہےتو صاف صاف مکر جاتے ہیں اور بغلیں جھانکنے لگتے ہیں،جیسا کہ انھوں نے اپنے مخالفین کے بارے میں لکھا ہے۔لوگوں سے جب دلیل وثبوت مانگا جاتا ہے تو فوراً

پیٹھ پھیر جاتے ہیں اور منہ نہیں دکھاتے، مگر حیا اتنی ہے کہ جھوٹ منہ کو لگ گئی، اس کو نہیں چھوڑتے۔

چناں چہ وہ اپنی کتاب تمہید ایمان: ص ۱۴ میں اپنے مخالفوں کے بارے میں مسلمانوں کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں:

> ''مسلمانو! ان کے (رضاخانیوں جیسے مفتریوں وکذابوں کے) آزمانے کو کیا آزمانا، بارہا ہو چکا ہے کہ ان (رضاخانی) حضرات سے بڑے زور وشور سے یہ دعوے کیے اور جب مسلمانوں نے ثبوت مانگا فوراً بیٹھ گئے اور پھر منہ نہ دکھا سکے، مگر حیا اتنی ہے کہ وہ رٹ جو منہ کو لگ گئی ہے نہیں چھوڑتے اور چھوڑیں کیوں کر؟ کہ مرتا کیا نہ کرتا۔ اب خدا ورسول کو گالیاں دینے والوں کے (اور حضرات علمائے حق پر افترا باندھنے والوں پر) کفر پر پردہ ڈالنے کا آخری حیلہ یہی رہ گیا ہے۔''

اسی طرح سے جب ہم نے حضرت خان صاحب بریلوی اور ان کی امت سے اس بات کا ثبوت مانگا کہ فتاویٰ رضویہ میں خان صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں اور غیر مقلد ایسے کو تو یہ کہاں کہاں سے، کس کتاب میں، کس رسالے میں، کس تحریر میں ہے؟ تو اس وقت یہ رضاخانی حضرات فوراً منہ پھیر کر پیٹھ اس طرف کر دیتے ہیں اور دیوانوں کی طرح بڑبڑانے لگتے ہیں، لیکن وارا تنے ہیں کہ جوڑ ٹ سازی اہانت رسول، تحقیر الٰہی کی منہ کو لگ گئی ہے وہ کہاں چھوٹ سکتی ہے۔

خان صاحب اور ان کی امت اپنے ہی فتوے سے کافر:

چناں چہ آج تک یہ رضاخانی حضرات ان کلمات ملعونہ اور الفاظ خبیثہ کو جو اللہ ورسول اور علمائے حق کی جانب منسوب کیے ہیں اس کو بار بار پڑھ رہے ہیں، لکھ رہے ہیں، چھاپ چھاپ کر شایع کر رہے ہیں، سوایسے رضاخانی اور ان کے اعلاحضرت بہ قول خود ایسے ہیں کہ ان پر اللہ عز وجل کی لعنت اترتی ہے۔ وہ سب اللہ ورسول کے

مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں۔ قہر الٰہی کی آگ ان کے لیے بھڑکتی ہے۔ صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور خاص جس وقت ان ملعون حکموں کو آنکھ سے دیکھتے، قلم سے مقابلے میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا ہلکا بناتے ہیں ہر کلمے پر اللہ عزوجل کی سخت لعنتیں، ملائکہ کی شدید لعنتیں اس پر اترتی ہیں۔

ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اس خبیث کا ہے جو مصنف ہے، ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں، سخت مردود و ملعون گمان ہے۔ یقیناً گالی لکھنے والے، پتھر بنانے والے، کل چلانے والا، غرض جاں کر اس میں کچھ ہے، کسی طرح اس میں اعانت کرنے والا سب ایک رسی میں باندھ کر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں۔ اور ایسے ہی رضا خانی اور ان کے اعلا حضرت اپنے ہی قول کے مطابق ایسے اشد فاسق و فاجر اور اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے۔ ان کے پاس دوستانہ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔

وہ یقیناً کافر ہے۔ اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے۔ اس کے جنازے کی نماز حرام، اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا، کفن دینا، دفن کرنا، اس کے دفن میں شریک ہونا، اس کی قبر پر جانا سب حرام۔

بے شک حضرت خان صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کو ہم بھی بہ سر و چشم تسلیم کرتے ہوئے ان کو اور ان کی پوری امت کو ان القاب و آداب کا مستحق سمجھتے ہیں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

شرم ناک

''مولانا'' احمد رضا بریلوی کے بیان کردہ فقہی مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ پڑھنے والے کو خود سے یہ پوچھنا پڑتا ہے کہ کیا یہ شخص ''مولانا'' ہیں بھی کہ نہیں؟ ان میں سے چند مسائل یہ ہیں:

(۱) نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز تمام کر لی اس کے بعد اتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہوگئی۔ (فتاویٰ رضویہ: ص ۱۱۸)

یہ بریلوی کس طرح نماز پڑھتے ہیں جس سے حالتِ نماز میں انھیں احتلام ہو جاتا ہے؟ اور یہ لوگ منی کے باہر نکلنے سے پہلے پہلے نماز بھی پوری پڑھ لیتے ہیں؟

(۲) نمازی اپنی نماز میں اپنی یا بے گانی عورت کے فرج کے اندر کی طرف نظر کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ رضویہ، کتاب الطہارۃ: ص ۶۷)

ان مسائل کو پڑھ کر میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ جب بریلوی اپنے گھر میں نماز پڑھتے ہوں گے تو اپنی یا پرائی عورت کو کس ہیئت (Angle) میں سامنے بٹھاتے یا لٹاتے ہوں گے کہ وہ ان کی فرج داخل یعنی شرم گاہ کو دیکھ سکیں؟

ایک طرف بریلوی مذہب کے اعلیٰ حضرت ہیں اور دوسری طرف ہمارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک کہ

''اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہیں تو پھر یوں سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے''۔

باب ⑨

فتاویٰ رضویہ کی آٹھویں پہاڑی غلطی

شریعت مطہرہ پر ناپاک بہتان

دیکھنے میں تو بھلی معلوم ہوتی ہے مگر
سانپ بن جاتی ہے اس کی زلف بل کھانے کے بعد

فتاویٰ رضویہ کے مضامین ومسایل کی غلطیوں اور اس میں مندرج اتہاموں اور بہتانوں کی فہرست تو طویل ہے۔اس کی اس کتاب میں گنجایش نہیں۔

اب ذرا مسایل کے سلسلے میں ایک مسئلے کی فقہی و دینی حیثیت ملاحظہ کیجیے۔اس کے ساتھ ہی جناب خان صاحب قبلہ کے فقیہانہ وعالمانہ القاب اور آداب کو دیکھیے تو ثابت ہوجائے گا کہ یہ سب کچھ بت کے آرزوئے خدائی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

آپ نے اپنے فقہی وتجدیدی صلاحیت وقابلیت کو اجاگر کرنے کے لیے فتاویٰ رضویہ میں یہ لکھا ہے کہ جونئی دلہن بیاہ کر گھر میں آئے تو اس کے پاؤں پانی سے دھوکر اس دھون کو گھر کے چاروں کونوں میں چھڑکنا مستحب وباعث برکت ہے اور اس پانی سے وضو بھی جایز ہے۔

ان کے الفاظ یہ ہیں:

> ''دلہن کو بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھوکر پانی مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں۔اس سے برکت ہوتی ہے۔یہ پانی بھی قابل وضو رہنا چاہیے۔''
>
> (فتاویٰ رضویہ کتاب الطہارت باب المیاہ: ج ۱،ص ۴۵۵)

ہر مسلمان اس بات کو جانتا ہے کہ مستحب، متبرک، قابل وضو وغیرہ یہ سب شریعت محمد کے اصطلاحی الفاظ ہیں۔اب اگر کوئی مسلمان یہ کہتا ہے کہ فلاں چیز مستحب

ہے یا فلاں چیز باعث برکت ہے یا اس پانی سے وضو جایز ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ کی معتبر کتابوں اور آئمہ مجتہدین کے فتاوے وفرمودات میں یہ مسایل اوراس کے اصطلاحی الفاظ مستحب ومتبرک وغیرہ لکھے ہوئے ہیں۔ تو اس مشہور اصول وقاعدے کے مطابق جب انھوں نے اپنی کتاب فتاوی رضویہ میں یہ لکھا کہ دلہن کے پاؤں کا دھون پانی مکان کے کونوں میں چھڑکنا مستحب ومتبرک ہے اور وہ پانی قابل وضو بھی ہے۔ تو لامحالہ خان صاحب بریلوی کے ذمے یہ ضروری تھا کہ اس استحباب وتبرک اور قابل وضو ہونے کا ثبوت وحوالہ قرآن وحدیث یا فقہ کی معتبر کتابوں میں سے کسی کتاب کا نام وصفحہ، مطبع اور مصنف کا نام بھی لکھتے، لیکن خان صاحب بریلوی نے ایسا نہیں کیا۔

خان صاحب بریلوی نے بڑی دیدہ دلیری وبے باکی سے علی الاعلان شریعت مطہرہ پر افترا کیا اور شریعت مطہرہ پر افترا (جھوٹ) کرنے والے کبھی کامیاب وبامراد نہیں ہوتے۔

اسی طرح سے:

''شریعت پر افترا اور اتہام اور تحلیل حرام اور قاطع اسلام ہے۔''

(احکام شریعت: ج۳،ص۲۲)

تو خان صاحب بریلوی قرآن مجید کے رو سے اور خود اپنے قول کے مطابق کیا ہوئے؟ اس کا فیصلہ قارئین کرام کریں۔

صدر الشریعۃ کی نظر میں اعلیٰ حضرت کیا ہوئے؟

اب اس سلسلے میں مستحب ومتبرک وغیرہ جو اسلامی وشرعی اصطلاح ہے اس کی تعریف خود اس فرقے کے صدر الشریعۃ مولوی امجد علی صاحب گھوسوی کی زبان وقلم سے سنیے، دیکھیے اور فیصلہ کیجیے۔ مندرجۂ بالا مسئلہ اور اس کے لکھنے والے خان صاحب بریلوی کی فقہی صلاحیت وعلمی دیانت کی داد دیجیے۔

''مستحب وہ کہ نظر شرع میں پسند ہو، مگر ترک پر کچھ ناپسند نہ ہو۔ خواہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے میں مطلقاً کچھ نہیں۔'' (بہار شریعت: ج ۲، ص ۹)

جیسا کہ مستحب کی یہ تعریف ہوئی کہ اس کا فعل وعمل نظر شرع میں پسندیدہ ہو، خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا ہو یا نہ کیا ہو، مگر خود نہ کرنے کی صورت میں اور لوگوں کو اس کو کرنے کی ترغیب دی اور شوق دلایا ہو اور عمل کرنے پر اجر وثواب کے استحقاق کے اعلان کیا ہو اور نہ کرنے پر نہ عذاب وعقاب۔

تو مستحب کی اس تعریف کی روشنی میں نئی دلہن کے پاؤں کا دھون جس کو خان صاحب بریلوی نے بڑے زور وشور سے اپنی ذہانت، من مانی حیثیت سے مستحب، متبرک اور قابلِ وضو قرار دیا ہے۔ سو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں بھی شریعت محمدیہ کی پسندیدگی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یا آپ کا شوق ورغبت دلانا، یا اجر وثواب کا اعلان موجود ہو، لیکن دنیائے اسلام کے تمام علمائے کرام وفقہائے عظام، آئمہ مجتہدین (رحمہم اللہ تعالی) پر یہ واضح اور روشن ہے کہ نئی دلہن کے پاؤں کے دھون کے متعلق اسلامی شریعت یا شارع علیہ السلام نے نہ تو اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اور نہ فعل وعمل کا اور نہ شوق ورغبت دلانے کا، نہ اجر وثواب کا، تو پھر ایسی بے سند، بے بنیاد، بے دلیل، بے کار امر کو مستحب ومتبرک اور قابل وضو قرار دینا اللہ ورسول اور ان کی دین شریعت پر افترا واتہام کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

اور یہ مسئلہ بھی خان صاحب اور ان کی امت کا تسلیم شدہ ہے کہ اللہ ورسول پر افترا کرنے والے کذاب وجھوٹے نامراد اور ناکام ہوتے ہیں۔ ان کو نہ تو اس دنیا میں کامیابی نصیب ہے اور نہ آخرت میں۔

اب خان صاحب بریلوی نے دلہن کے پاؤں کے دھون کے متعلق جو کذب بیانی، افترا پردازی اور بہتان سازی کی ہے وہ حد درجے لائق مذمت وقابل نفرت ہے۔ اگر اس سے ایک طرف کتاب فتاویٰ رضویہ کے بے نظیری وبے مثالی کا بھانڈا

ندامت ورسوائی کے چوراہے پہ پھوٹ جاتا ہے تو دوسری طرف خان صاحب بریلوی اپنی افترا واتہام سازی کی وجہ سے دنیا وآخرت کی ناکامی ونامرادی کی بدترین سزا میں مبتلا نظر آرہے ہیں۔

اب قارئین کرام کے سامنے یہ مقدمہ پیش کر کے فیصلہ چاہتا ہوں کہ ان حالات میں خان صاحب بریلوی اوران کی امت کا اسلام وایمان میں کیا مقام ہے اور یہ لوگ اس وقت کس عہدے ومرتبے پر فائز ہیں۔(جہنم کے اعلیٰ مقام حاویہ میں)

کوئی ان کی قسا کی بندشوں کو کچھ نہیں کہتا
مرا ذوق جنوں ہی مفت میں بد نام ہوتا ہے

خاتمہ

رضاخانیوں سے پرزور مطالبہ

اگر چہ اس وقت خان صاحب بریلوی زندہ نہیں ہیں ورنہ تو ان سے گہن گرج کے ساتھ اس کا ثبوت مانگا جاتا اور دلیل طلب کی جاتی، مگر وہ نہیں تو نہ سہی، آج ہندوپاک میں ان کے نسلی وغیر نسلی اولاد اور وارثین بڑے بڑے القاب وآداب کی پگڑی باندھے اور صدری پہنے اور فضایل ومناقب کے لمبے لمبے کرتے اور مریدوں کے بخشے ہوئے نقش ونگار سے رنگین روپہلے وسنہرے عبا وقبا اوڑھے کچھ تو نام نہاد خانقاہوں میں دوزانو بیٹھے ہوئے گنڈوں وتعویذوں کا شغل فرماتے ہوئے حصول رزق میں مصروف ہیں اور کچھ بزرگوں کی قبروں کی چڑھائی ہوئی چادروں کو اوڑھ کر شہر بہ شہر، گاؤں در گاؤں مارے مارے پھر رہے ہیں اور دروازوں پر دستک دے دے کر جھاڑ پھونک، جنتر منتر کے ذریعے آذوقہ حیات اور پیٹ کے لیے ایندھن جمع کرنے میں مشغول ہیں۔ خان صاحب بریلوی کے ایسے نسلی وغیر نسلی اولادوں سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ فتاویٰ رضویہ میں لکھے ہوئے اس مسئلے کا کہ نئی دلہن کے پاؤں کا دھون مستحب، متبرک اور قابل وضو ہے تو مکمل و مدلل ثبوت قرآن وحدیث، فقہ اسلامی کی کسی کتاب میں دکھلائیں، لیکن دنیا کے مسلمانوں پر یہ واضح ہے کہ اس ضلالت آمیز، لغو ولایعنی خرافات کا شریعت محمدی میں کسی جگہ اشارتاً وکنایتاً بھی تذکرہ نہیں۔ پھر صراحتاً واعلاناً چہ معنی دارد؟ اگر بالفرض ان رضاخانیوں کے پاس اس کا ثبوت ہے تو اعلیٰ حضرت! آپ لوگوں سے یہ سوال ہے کہ یہ ثبوت کہاں ہے؟ کس کتاب، کس رسالے، کس فتوے میں؟ ہاں ثبوت دکھاتے ہو تو کس دن کے لیے اٹھا رکھا؟ دکھاؤ اور نہیں دکھا سکتے اور اللہ تو جانتا ہے کہ نہیں دکھا سکتے تو دیکھو اے رضاخانیو! قرآن عظیم تمہارے کذاب ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

فَاِذْ لَمْ يَأْتُوْا بِالشُّهَدَاءِ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ.

''جب ثبوت نہ دے سکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔''

چوں کہ اس فرمانِ الٰہی اور آیت قرآنی کے مطابق جو کوئی کسی مسئلہ وحکم کے بیان کرنے پر کوئی دلیل کتاب وسنت اور اجماع امت سے نہ پیش کر سکے وہ جھوٹا ہے اور دین محمدی پر افترا و بہتان باندھنے والا بھی ہے۔

اب قارئین کرام ہی اس کا فیصلہ کریں کہ حضرت بریلوی قرآن مجید کے استدلالی روشنی میں کس مقام کے مستحق ہیں اور کس لقب کے سزاوار اور؟ اسلام میں ان کے لیے کوئی جگہ ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ براہ کرم آپ فیصلے میں جلدی نہ کریں، خوب سوچ سمجھ کر اس مسئلے کو طے کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

نور محمد مظاہری

مدرسہ کنز العلوم، ٹانڈہ، ضلع فیض آباد-یوپی

۱۲؍جنوری ۱۹۸۰ء بروز سنیچر (ہفتہ)

ضمیمہ:

خان صاحب کی کثرتِ تصنیف

سے

علمی برتری پر استدلال

ایک تحقیقی جائزہ

بہ قلم: حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ

مولانا احمد رضا خان کی اس حقیقت پسندی کی ہم داد دیتے ہیں کہ آپ نے تفسیر یا حدیث کی کسی خدمت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ اس کی کوئی شہادت موجود تھی۔ تاہم ان کے پیروؤں نے بہ مصداق

پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند

آپ کو تفسیر و حدیث کی خدمت میں بھی اٹھانے کی بہت کوشش کی ہے۔

(دیکھیے المیزان، احمد رضا نمبر: ص ۳۰۶)

علمی دنیا سے متعارف کرانے کی جذباتی حرکت:

ا۔ تفسیر میں بیضاوی شریف، معالم التنزیل اور درمنثور کے حاشیے لکھنے کا دعویٰ کیا ہے پڑھنے والے کا ذہن فوراً اس طرف جاتا ہے کہ جس طرح الصاوی علی الجلالین، القنوی علی البیضاوی، خفاجی علی البیضاوی، عبدالحکیم علی البیضاوی اور انتصاف علی الکشاف وغیرہا تفسیری حواشی ہیں، مولانا احمد رضا خان نے بھی کچھ ایسے ہی حاشیے لکھے ہوں گے۔ اپنے حلقوں کو خوش کرنے کا یہ ایک حیلہ بنا رکھا ہے، ورنہ کہاں مولانا احمد رضا خان کا علمی مقام اور کہاں ان کتابوں کی علمی خدمت؟ آخر دونوں میں کچھ تو مناسبت چاہیے۔

جب پوچھا جائے کہ یہ علمی حاشیے کہاں ہیں؟ تو کہہ دیتے ہیں کہ ابھی چھپے نہیں۔ جب پوچھا جائے کہ کب چھپیں گے؟ اب تو مولانا کو وفات پائے بھی ساٹھ سال ❶ سے زیادہ ہونے کو ہیں؟ تو کہتے ہیں پتا نہیں۔ اگر کچھ ہو تو پتا ہو!

بات صرف یہ ہے کہ جس طرح علما حضرات اپنی زیرِ مطالعہ کتابوں پر کہیں کہیں اپنی یادداشتیں اور نوٹ لکھ لیتے ہیں یا اضافی حوالے لگا دیتے ہیں تاکہ ضرورت کے وقت آسانی سے وہ مقام نکال سکیں، مولانا احمد رضا خان نے اپنی ان کتابوں پر کہیں اپنے حوالے لگائے ہوں گے اور کہیں کہیں یادداشت کے نوٹ لکھے ہوں گے۔ اَن پڑھ مریدوں نے انھیں علم تفسیر کی خدمت اور بیضاوی و معالم کے علمی حاشیے سمجھ لیا حالاں کہ حقیقت کچھ بھی نہیں۔ مولانا کو علمی دنیا میں لانے کی ایک جذباتی حرکت ہے۔

ان لوگوں نے مولانا احمد رضا خان کے پندرہ پندرہ بیس بیس صفحوں کے رسالوں کو جن میں کسی ایک مسئلے کی بحث تھی علمِ تفسیر کی خصوصی خدمت سمجھ لیا اور یہ کہہ کر کہ مولانا نے تفسیر پر بڑی کتابیں لکھی ہیں، اپنے آپ کو مطمئن کر لیا۔

بے حدیث پڑھے شرح لکھنا، چہ معنی دارد؟

۲۔ حدیث میں ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ مولانا احمد رضا خان کے پاس حدیث اور علم رجال کی ۳۸ کتابیں موجود تھیں۔ ان میں مسند احمد، فتح الباری، عینی علی البخاری، مرقات اور تہذیب التہذیب جیسی ضخیم کتابیں بھی تھیں۔ مولانا نے ان کتابوں پر کہیں اپنے حوالے لگائے ہوں گے اور یادداشتیں لکھی ہوں گی، ان کے پیروؤں نے انھیں بھی علم حدیث کی مستقل خدمت سمجھ لیا اور دعویٰ کیا کہ مولانا نے ان ۳۸ کتابوں پر علمی حاشیے لکھے تھے۔ ان ۳۸ حاشیوں کی ایک لمبی فہرست آپ کو المیزان کے احمد رضا نمبر

❶ زیرِ نظر کتاب ''.....چند خطرناک غلطیاں'' کی اشاعت کے وقت ایک کم نوے سال بیت رہے ہیں۔ (ناشر)

میں ملے گی۔ (دیکھیے: ص ۳۰۷)

جب حقیقت حال کا جائزہ لیں گے تو بات کچھ نہ نکلے گی، اپنے آپ کو خوش کرنے کے لیے ایک فہرست ضرور سامنے آجائے گی۔ جس شخص نے حدیث باقاعدہ نہ کہیں پڑھی ہو نہ پڑھائی ہو اس کا حدیث کی کتابوں کے شرح وحواشی لکھنا کبھی کوئی لکھا پڑھا آدمی تسلیم نہ کر سکے گا۔ اپنے جاہل مریدوں میں بات چل جائے، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ اسی طرح عقاید وکلام کے عنوان سے بھی ایک لمبی فہرست دی گئی ہے اور عقاید کی جتنی کتابوں کے نام ان کے علما کو یاد تھے یا انھوں نے سن رکھے تھے ان سے پہلے لفظ ''حاشیہ'' کا اضافہ کر کے انھوں نے انھیں مولانا احمد رضا خان صاحب کی تالیفات میں لکھ دیا ہے۔ جیسے حاشیہ شرح فقہ اکبر، حاشیہ خیالی، حاشیہ شرح عقاید عضدیہ، حاشیہ شرح مواقف، حاشیہ شرح مقاصد، شرح مسامرہ ومسائرہ، حاشیہ بین التفرقہ بین الکلام والزندقہ وغیرہ۔ (ایضا: ص ۳۰۹) حالاں کہ یہ علمی حاشیے نہ کہیں عالم وجود میں آئے نہ کسی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ شکل میں دنیا کے کسی حصے میں موجود ہیں۔ مولانا احمد رضا خان نے کسی کتاب کے حاشیے پر کہیں یہ نوٹ بھی دیا کہ کتاب کس سن میں خریدی گئی یا کہاں سے لی گئی تو اسے بھی ان لوگوں نے حاشیۂ کتاب کے نام سے حضرت کی تالیفات میں لکھ دیا اور دنیا کو بتایا کہ حضرت نے یہ علمی کام بھی کیا ہے اور ان کی عقاید وکلام پر گہری نظر تھی۔

متوازی عقاید سے کم علمی:

متوازی عقاید کا انھیں کہاں تک علم تھا؟ اس باب میں شیعہ فرقے کو ہی لیجیے۔ آپ نے شیعوں کے ردّ میں ایک رسالہ ردّ الرفضہ بھی تالیف فرمایا، لیکن آپ شیعہ حضرات کی اصل کتابوں سے کہاں تک آشنا تھے؟ اس سلسلے میں مندرجۂ ذیل روایت پر غور کیجیے۔

حافظ امیر اللہ صاحب بریلوی کی کسی شیعہ عالم سے تکرار ہوگئی تو انھوں نے شیعہ اعتراضات کے جوابات کے لیے مولانا احمد رضا خان صاحب کی طرف رجوع کیا۔ آپ نے کیا کہا، اس کے لیے اس روایت کو دیکھیے اور خان صاحب کی علمی قابلیت کی داد دیجیے۔

حافظ سردار احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی طرف سے ان کو جواب ملا کہ ہاں! جواب تو ممکن ہے، مگر ایک ہزار رُپیہ ہونا چاہیے۔ حافظ صاحب نے فرمایا: آخر جواب کے لیے اتنی کثیر رقم کی کیا ضرورت ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ان کی مذہبی کتابیں خرید کر مطالعہ کی جائیں گی، اس وقت جواب لکھا جائے گا، بغیر اس کے جواب ممکن نہیں ہے۔

داستانِ الف لیلہ:

۴۔ پھر اسی طرح فقہ اور اُصولِ فقہ کی خدمات میں جتنی کتابوں کے نام ان حضرات کو یاد تھے یا سنے تھے انھوں نے ان سے پہلے لفظ ''حاشیہ'' اضافہ کر کے انھیں مولانا احمد رضا خان کی تالیفات میں شمار کر دیا جیسے حاشیہ فواتح الرحموت، حاشیہ حموی شرح الاشباہ، حاشیہ الاسعاف، حاشیہ اتحاف، حاشیہ کشف الغمہ، حاشیہ کتاب الخراج، حاشیہ معین الحکام، حاشیہ ہدایہ، حاشیہ فتح القدیر، حاشیہ بدائع الصنائع، حاشیہ جوہرہ، حاشیہ مراقی الفلاح، حاشیہ مجمع الانہر، حاشیہ جامع الفصولین، حاشیہ جامع الرموز، حاشیہ بحر الرائق، حاشیہ تبین الحقائق، حاشیہ غنیۃ المستملی، حاشیہ رسایل شامی، حاشیہ فتح المعین، حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار، حاشیہ فتاوی عالم گیری، حاشیہ فتاویٰ خانیہ، حاشیہ فتاویٰ سراجیہ، حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ، حاشیہ فتاویٰ بزازیہ، حاشیہ فتاویٰ عزیزیہ وغیرہ۔

یہ ایک اَلف لیلہ کی داستان ہے جو مولانا احمد رضا خان کی علمی خدمات کے نام سے مریدوں کو سنائی جا رہی ہے۔ یہ علمی حاشیے دنیا کے کسی کونے میں مطبوعہ یا غیر

مطبوعہ شکل میں موجود نہیں۔ جتنی کتابوں کے ان لوگوں نے کہیں سے نام سنے ہوتے ہیں لفظ ''شرح'' بڑھا کر جھٹ سے اسے اَلف لیلہ کی داستان میں شامل کر دیتے ہیں۔ احساس کم تری کی انتہا ہے۔

فتاویٰ رضویہ کی ۱۲ ضخیم جلدوں کا ڈھنڈورا:

۵۔ مولانا احمد رضا خان صاحب کا کچھ کام اگر کسی شکل میں موجود ہے تو وہ فتاویٰ رضویہ ہے۔ آپ کے شاگرد مولانا ظفیر الدین بہاری نے آپ کی تصنیفات کی ایک فہرست المجمل المعدد تالیفات المجدد شایع کی، جس میں آپ نے آپ کی ۲۵۰ کتابوں کے نام ذکر کیے ہیں۔ ان لوگوں کو بعد میں کچھ اور نام بھی ملے اور انھوں نے پھر ۵۴۸ تصنیفات کی فہرست ایک نئی ترتیب سے پیش کی۔ اس وقت وہی ہمارے سامنے ہے۔ اس میں فتاویٰ رضویہ۔ نمبر ۲۶۳ میں مذکور ہے۔

ہم نے فتاویٰ رضویہ مکمل حاصل کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ یہ ۱۲ ضخیم جلدیں کہیں موجود نہیں۔ اب تک صرف اس کی پانچ یا چھ جلدیں شایع ہوئی ہیں۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مولانا موصوف کی وفات کو اب ۱۹۷۸ء میں تقریباً ساٹھ سال ہو رہے ہیں اور ان کا فتاویٰ رضویہ اب تک مکمل صورت میں چھپا ہوا دنیا میں کہیں موجود نہیں۔

اس فہرست میں فتاویٰ رضویہ کے علاوہ ہمیں ان کتابوں کے نام بھی ملے، جن میں سے بعض کو ان کے متعلقہ نمبر کے ساتھ ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

۱۵۱۔ تبیان الوضوء
۲۱۸۔ الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل
۲۳۲۔ الجود الحلو فی ارکان الوضوء
۲۳۳۔ تنویر القندیل فی احکام المندیل
۲۳۴۔ الطراز العلم
۲۳۵۔ لمع الاحکام ان لا وضوء من الزکام
۲۸۵۔ قوانین العلماء

ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے یہ رسالے ان

کے فتاویٰ رضویہ کی جلد اول میں بھی دیے گئے ہیں اور فہرست مذکور میں انھیں فتاویٰ رضویہ کے علاوہ مستقل کتابوں کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سمجھ گئے ہوں گے کہ فتاویٰ رضویہ کی ضخامت بڑھانے کی یہ ایک تدبیر تھی اور دوسری طرف مولانا کی کثرت تصنیفات اور علمی خدمات کا شہرہ بھی پیش نظر تھا۔

پھر ہم نے مندرجۂ ذیل رسالوں کو اس فہرست کے ان نمبروں میں دیکھا:

۱۲۷۔ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ۱۲۲۔ الاعلیٰ من السکر

۱۸۴۔ سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب ۱۸۷۔ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلوتین

۲۵۸۔ ایذان الاجر فی اذان القبر

منیر العین ۱۰۵ صفحات پر، الاعلیٰ من السکر ۲۷ صفحات پر، سلب الثلب ۲۵ صفحات پر، حاجز البحرین ۱۱۳ صفحات پر اور ایذان الاجر بڑی تقطیع کے ۱۵ صفحات پر مشتمل رسالہ جات ہیں اور ان کے مجموعی صفحات ۲۸۵ بنتے ہیں۔

یہ رسائل بھی فتاویٰ رضویہ کی جلد دوم جو ۵۵۹ صفحات پر مشتمل ہے اس میں صفحہ ۴۲۵، ۸۸، ۵۸، ۲۳۱ اور صفحہ ۵۴۵ پر ملے۔ ہم پھر حیران ہوئے کہ فتاویٰ رضویہ کی ضخامت بڑھانے کے لیے کس طرح ان کتابوں کو اس میں شامل کرلیا گیا ہے اور پھر یہ کہ فہرست تالیفات میں ان کا نام فتاویٰ رضویہ کے نام کے علاوہ مستقل تصنیفات کی حیثیت سے بھی اس میں موجود ہے۔ اس طرح مولانا احمد رضا خان صاحب کے ان رسالوں کو فہرست تالیفات میں ان نمبروں میں دیکھا:

۱۴۰۔ انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار ۱۴۲۔ النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید

۱۵۷۔ التحبیر المنجد بان صحن المسجد مسجد ۱۶۲۔ سرور العید فی حل الدعاء بعد صلوٰۃ العید

۱۷۸۔ وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح ۱۷۹۔ القلادۃ المرصعۃ فی نحر الاجوبۃ الاربعۃ

۱۹۰۔ القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ ۲۰۸۔ الجام الصاد عن سنن الضاد

۲۱۶۔ تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب

۲۱۹۔ مرقاۃ الجمان فی الهبوط عن المنبر لمدح السلطان

۲۲۲۔اونی اللمعہ فی اذان الجمعہ	۲۳۶۔ہدایۃ المتعال فی حدالاستقبال
۲۵۹۔رعایۃ المذہبین فی رعایۃ الخلجین	۲۷۳۔نعم الزاد لروم الضاد
۲۷۶۔اجتناب العمال عن فتاوی الجہال	۲۷۷۔ازہارالانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار

ہم نے دیکھا کہ یہ سولہ کتابیں بھی فتاویٰ رضویہ کی تیسری جلد کے صفحہ ۵۴۳،
۲۹۷، ۵۹۹، ۶۹۶، ۵۷۸، ۳۴۱، ۳۵۸، ۱۳۱، ۴۴۷، ۷۵۳، ۷۹۱، ۳۸، ۷۸۳،
۱۲۵، ۵۱۰، ۵۷۱ میں درج ہیں۔تب معلوم ہوا کہ فتاویٰ رضویہ کی جلد اتنی ضخیم کیسے
ہوگئی!

پھر ہم نے فہرست تصنیفات میں ان نمبروں پر ان کتابوں کے نام بھی دیکھے:

۷۳۔حیات المواۃ	۱۴۳۔صیقل الرین
۱۴۴۔ازکی الہلال	۱۵۵۔الزہرالباسم
۱۵۶۔تجلی المشکوٰۃ	۱۶۱۔الحجۃ الفائحہ
۱۶۰۔الحرف الحسن	۱۷۔جلی الصوت
۱۷۴۔بذل الجوائز	۱۹۵۔النہی الحاجز
۲۰۰۔الاعلام بحال البخور فی الصیام	۲۰۲۔الوفاق المبین
۲۰۴۔تفاسیر الاحکام	۲۱۳۔افصح البیان
۲۱۵۔طریق اثبات الہلال	۲۲۸۔ہدایۃ الجنان فی احکام رمضان
۲۴۵۔الہادی الحاجب	۲۵۴۔البدور الاجلہ
۳۵۳۔اتیان الارواح	۳۴۳۔رادع التعسف
۳۷۹۔العروس المعطار	۳۸۰۔المننۃ الممتازہ
۳۸۵۔اعزالاکتناز	

یہ چوبیس رسالے پھر ہمیں فتاویٰ رضویہ کی جلد چہارم کے صفحہ ۲۳۵، ۱۷۱، ۶۲،
۵۲۳، ۴۷۸، ۴۰۶، ۱۹۵، ۱۲۶، ۱۳۸، ۲۳، ۳۴، ۵۸۷، ۳۲۴، ۶۰۲، ۴۶۲، ۵۴۶،
۶۳۱، ۷۷، ۵۶۷، ۴۴۴، ۲۳۱، ۶۵۲، ۸۸، ۴۳۳، میں بھی ملے۔

اس جلد چہارم میں مولانا احمد رضا خان کی کتابیں بریق المنار بشموع المزار، تجلی النور اور انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ بھی شامل ہیں اور اس طرح فتاویٰ رضویہ جلد ۴ کی ضخامت ۷۴۴ صفحات بنائی گئی ہے۔

المختصر! سارے فتاویٰ رضویہ کا یہی حال ہے کہ موصوف کے رسالوں کو اس میں شامل کر کے اس کی جلدیں ضخیم کی گئی ہیں۔ ہم نے یہاں چار جلدوں کا حال لکھ دیا ہے، باقی کا اندازہ اس سے کر لیں۔

مولانا احمد رضا خان نے سو کے قریب چھوٹے بڑے رسالے لکھے تھے اور کوشش کی تھی کہ ایک ایک مسئلے کو ایک ایک رسالے کا عنوان دے دیا جائے اور پھر ان رسالوں کو فتاویٰ رضویہ میں لا کر فتاوے کو ایک ضخیم کتاب کی صورت میں پیش کیا جائے۔ سو مولانا کا اگر کوئی کام ہے تو صرف یہی فتاویٰ رضویہ ہے۔ اس کے علاوہ جو ان کی تصنیفات کا ڈھنڈورا ہے وہ صرف اعلان ہی اعلان ہے، جس میں کوئی حقیقت منطوی نہیں۔

ان کتابوں کو فتاویٰ رضویہ میں شامل کر کے اس کا حجم بڑی حکمت سے بڑھایا گیا اور اپنے حلقوں میں اثر دیا گیا ہے کہ گویا فتاویٰ رضویہ مولانا کی ایک بہت بڑی خدمت تھی۔ اس کی ۱۲ ضخیم جلدوں کا ڈھنڈورا مولانا کے وقت سے اس عمل کے ساتھ پیٹا جا رہا ہے اور پھر لطف یہ کہ ان کتابوں کے نام فتاویٰ رضویہ کے بالمقابل مستقل تالیفات کی حیثیت سے بھی اس فہرست میں مذکور ہیں۔ قارئین کرام انھیں ان نمبروں میں جو ہر کتاب سے پہلے ہم نے لکھ دیے ہیں المیزان کے احمد رضا نمبر کی فہرست تالیفات میں دیکھ لیں۔

مولانا احمد رضا خان صاحب کی تالیفات میں بس یہی ایک فتاویٰ رضویہ ہے جس کی چند جلدیں ان کی دیگر تالیفات کو اپنے میں شامل کر کے ضخیم بنائی گئی ہیں، لیکن اس کی ۱۲ جلدیں اب تک بھی کہیں دیکھی نہیں جا سکیں۔ اب یہ ان حضرات کی مرضی ہے کہ مولانا کی تالیفات پانچ سو بتائیں یا ہزار، کسی کے قلم کو کوئی کیسے روک سکتا ہے۔

سربستہ رازوں سے آگاہی:

باقی رہے متفرق رسایل جن کو شامل کر کے فتاویٰ رضویہ کی چند جلدیں اب تیار ہوئی ہیں، ان کا حال بھی دیکھیے اور انھیں ملاحظہ کیجیے۔ خان صاحب نے ان میں وقت کے کن کن اہم اور نازک مسایل پر قلم اٹھایا ہے، آپ کو ان کی تحقیق ان رسایل کے عنوانوں سے بھی (آگاہی) ہو جائے گی۔

''انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار'' اس کا موضوع فہرست میں یہ بیان کیا گیا ہے ''نماز غوثیہ کے بیان میں۔''

ایک دوسری کتاب ''ازہار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار'' ہے اس کا موضوع حسب بیان یہ ہے: ''نماز غوثیہ کے نکات اور طریقہ''

یہ عنوانات مولانا احمد رضا خان کی علمی خدمات کا پتا دیتے ہیں کہ آپ نے عمر کس قسم کی باتوں میں صرف کی اور کس قسم کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھایا اور قوم کو آپ کی کاوشوں سے کیا ملا۔

قارئین! ان کتابوں کے عربی اور قافیہ دار ناموں سے یہ نہ سمجھیں کہ ان میں کوئی علمی مسایل ہوں گے۔ ان کے زیادہ تر موضوعات ختم حلوہ اور پلاؤ شیرینی، فیرینی، قبور وارواح کے گرد گھومتے ملیں گے۔

فتاویٰ رضویہ کی عدم مقبولیت کی وجہ:

فتاویٰ رضویہ کی ۱۲ جلدیں نہ سہی، یہ تین چار جلدیں تو آخر ہیں ہی، جو متعدد رسایل پر مشتمل ہونے کے ساتھ ضخیم نظر آتی ہیں۔ ان کی بھی خاطر خواہ مقبولیت نہیں ہو سکی۔ خود بریلوی حلقے بھی ان سے اچھی طرح مستفید نہیں ہو سکے۔ کتاب کی عدم مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کی دوسری اور تیسری جلدیں اب جب کہ خان صاحب کو وفات پائے ساٹھ سال گذر گئے ہیں، میں پہلی بار چھپی ہیں۔ اس دوران خود ان کے حلقوں میں بھی اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ آخر کیوں؟

مولانا اپنے رسالوں میں اپنے فتاویٰ رضویہ کا ذکر بار بار کرتے تھے۔ اس پر رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحبؒ (چاند پوری) نے ۱۴رمحرم ۱۳۲۶ھ کو انھیں خط لکھا:

''آپ جو اپنی تصنیفات میں اکثر جگہ فتاوے کا حوالہ دیتے ہیں، ان جلدوں کا نہایت مشتاق ہوں اور بہت کوشش کی، مگر دست یاب نہ ہوئیں۔ اگر یہ فرضی کتاب نہیں تو عنایت کر کے اس مجموعۂ فتاوے کی تمام جلدیں ضرور وی پی کر دیجیے۔''

(اسکات المعتدی: ص ۲۲، مشمولہ رسایل چاند پوری: ج ۱، ص ۳۳۰)

۱۲ جلدیں کہیں ہوتیں تو بھیجتے۔ اس خط کو اب ایک پون صدی گزر رہی ہے لیکن یہ ۱۲ جلدیں اب تک کسی لا یبریری میں یا کسی شخص کے ہاں دیکھی نہیں جا سکیں۔ اس سے آپ کو اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

دوسری وجہ اس کی عدم مقبولیت کی یہ ہے کہ فتاویٰ رضویہ فتاوے کی شکل میں نہیں۔ یہ بہت سے الجھے ہوئے موضوعات کا ایک الجھا ہوا مجموعہ ہے اور فتاویٰ عام لوگوں کی راہ نمائی کے لیے ہوتے ہیں کہ وہ انھیں دیکھیں اور عمل کی راہ معلوم کر لیں۔ اردو خواں حضرات کے پاس نہ اتنا وقت ہوتا ہے نہ اتنی استعداد کہ وہ اختلافات کو سمجھیں، مراجع و مصادر کی طرف رجوع کریں اور مسایل کی تحقیق میں لگے رہیں۔ انھیں علما کے اعتماد پر صرف جایز اور ناجایز کو معلوم کرنا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے چند سطری جواب کافی ہوتا ہے۔ اب یہ علما کا کام ہے کہ پوری ذخایرِ علمیہ سے چند ایسی سطور ترتیب دیں جن میں مسئلہ پوری طرح آ جائے اور اگر کوئی شخص خود بڑی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور مسئلے کی چھان بین کرے تو اسے اس کا وہی حاصل ملے جو ان چند سطروں میں سمو دیا گیا ہو۔

ہاں! مفتی صاحبان کہیں کہیں کسی عام متداول کتاب کا حوالہ ضرور لکھ دیتے ہیں اور اس کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ مقامی علما اور آئمہ مساجد اگر مسئلے کا ماخذ معلوم

کرنا چاہیں تو ان کی کچھ راہ نمائی ہو سکے۔ سو فتاوے کی کتابیں تحقیقات کے لیے نہیں معلومات اور جایز و ناجایز کی راہ نمائی کے لیے ہوتی ہیں۔

اس معیار پر اگر آپ دیکھیں تو حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ کے فتاوے کفایت المفتی جو نو جلدوں تک چھپ چکا ہے عصر حاضر کا بہترین فتاوے نظر آئے گا۔ اس کے سامنے فتاویٰ رضویہ فتاوے کی حیثیت سے کوئی وزن نہیں رکھتا۔ یہی وجہ اس کے عدم مقبولیت کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اب تک یہ پورا کہیں چھپ نہیں سکا اور نہ اس کی کہیں ضرورت محسوس کی گئی ہے۔

اس کی عدم مقبولیت کی تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ علما اس میں دیے گئے حوالوں پر اعتماد نہیں کرتے۔ مولانا نے علماے دیوبند کے خلاف جس دیانت کا مظاہرہ کیا ہے اس کی وجہ سے لوگ ان کی کسی بات پر بھروسا نہیں کرتے۔

(ماخوذ مطالعہ بریلویت: ج ۲، ص ۸۶-۸۷)

رضاخانی کتابوں کے مضامین کا مستند مجموعہ جس میں تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادم ملت مسلمان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے (اعاذنا اللہ)۔ حتیٰ کہ سپاس نامہ جو بریلوی علماء نے جلیانوالہ باغ میں گولی چلانے والے اور ستانے والے زمانہ کے ظالم انگریز جنرل اوڈائر گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ بھی لگایا گیا ہے کہ جن پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے ان کی دینی خدمات کیا کیا ہیں۔

تالیف

مبلغ اسلام حضرت مولانا نور محمد مظاہریؒ

تہذیب و اضافات

علامہ ابو نافع امدادی

مولانا محمد طیب ظفر مند

ناشر

تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی

کراچی

فاضل بریلوی کے ترجمۂ قرآن اور فقہی مقام کی حقیقت

تالیفات

عالم ربانی محدث کبیر حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

ترتیب و تہذیب

حافظ تنویر احمد شریفی

فاضل جامعہ یوسفیہ بنوریہ۔ کراچی

تحفظ نظریات دیوبند اکادمی

مُقدمہ

حُجۃ الاسلام حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز

بانیٔ دارالعلوم دیوبند

تالیف

نعمان محمد امین

تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی

اعلیٰ حضرتؒ کی

چند خطرناک غلطیاں

تالیف

مبلغ اسلام حضرت مولانا نور محمد مظاہریؒ

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ

ترتیب

مولانا ابو عافیہ چشتی

تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

دیوبند کی عدالت میں

اذان میں انگوٹھے چومنے کی من گھڑت روایات پر
شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دکلہ
شیخ المفسرین حضرت مولانا عبدالحمید خان سواتی
فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
کی تحقیقات کا مفید اور معلوماتی مجموعہ

نعمان محمد امین

تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی